صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

هداية النحو

اردو نوٹس

جامعتہ المدینہ فیضان نورانی درجۂ ثانیہ (نائٹ) 2026
اورنگی ٹاؤن کراچی پاکستان (دعوت اسلامی)

"محمد مظہر بن محمد عارف عطاری قادری حنفی المدنی"

0312 8869902

mazhararif839@gmail.com

درجۂ ثانیہ کے معاون طلباء

محمد سمیع عطاری

محمد بلال عطاری

محمد صادق عطاری

حافظ حسان عطاری

حافظ تحمیش عطاری

بلال عطاری

لقمان عطاری

جامعتہ المدینہ فیضان نورانی درجۂ ثانیہ (نائٹ) 2026
اورنگی ٹاؤن کراچی پاکستان (دعوت اسلامی)

فہرست

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اس اللہ کریم جلاوعلا کے لیے کہ جو کائنات کے جملہ کلام کا "مبتدا" اور تمام موجودات جس کی قدرت کی "خبر"۔ وہ ایسی ذات ہے کہ جس نے انسان کو "کلمہ "حق کی توفیق دے کر تمام مخلوقات پر "رفع" عطا کیا اور اپنی معرفت کے "قواعد" مقرر فرمائے کہ جن کے سامنے عقل کے تمام "عوامل" عاجز۔ اس وحدہ لا شریک کی ذات ایسی "مبنی" کہ جس کی عظمت میں کبھی تغیر نہیں آتا، اور اس کا فضل ایسا "غیر منصرف" کہ جو ہر خاص وعام کے لیے وسیع۔

بے شمار درود وسلام سیدنا محمد ﷺ پر، جو فصاحت کے "مرکز" اور بلاغت کے "مقامِ رفیع" پر فائز، آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی وہ "عاملِ قوی" کہ جس نے دلوں کی دنیا سے شرک جیسے "افعال ناقصہ" کو حذف کر کے ہدایت کا "اعراب" لگا دیا آپ ﷺ پر اور آپ کی آل واصحاب پر سلام کہ جو ہدایت کے ایسے "حروف" ہیں کہ جن کے بغیر دین کا جملہ مکمل نہیں، اور جو زمین پر تقویٰ واستقامت کے ساتھ "ساکن" و مستحکم ہیں۔

مالک کریم جلاوعلا کا فضل عظیم کہ اس نے سال 2025 میں ھدایۃ النحو کی تدریس کا موقع عطا کیا دوران تدریس دل میں یہ خلش ہوا کرتی تھی کہ طلبہ کو جو پڑھایا ہے وہ ان کے ذہن ودماغ میں نقش ومُرسَّم ہو جائے اسی چیز کے پیش نظر اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے اس فرمان: استعِنْ علی حِفْظِكَ بيَمِينِكَ (اپنی یاد پر اپنی لکھائی سے مدد حاصل کر) پر عمل کرتے ہوئے دوران تدریس بورڈ پر لکھائی کا استعمال کیا کرتا تھا اسی طرح وہ احادیث کہ جن میں ذکر ملتا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے لکیریں کھینچ کر صحابہ کو سمجھایا۔ ان پر عمل کرتے ہوئے بورڈ پر نقشے بنا دیا کرتا تھا۔ اولاً تو بورڈ پر فقط پورے سبق کو کچھ پوائنٹس میں لکھ کر سمجھا دیا کرتا تھا لیکن پھر بعد میں اس طرف توجہ گئی کہ اگر پورے سبق کا خلاصہ لکھ دیا جائے تو طلبہ کے لیے بہتر ہو گا تبھی بالآخر مالک کریم کے فضل

سے سبق پڑھانے سے پہلے خلاصہ لکھ دیا کرتا تھا خلاصہ لکھتا رہا اور بالآخر ششماہی کے اختتام پر یہ خلاصہ جب جمع کیا گیا تو ایک نوٹس اور کتاب کی شکل اختیار کر گیا ذہن ہوا کہ اس کی پی ڈی ایف بنا کر بھی وائرل کر دی جائے تا کہ دوسرے بھی اس سے مستفیض ہوں اور ہمارے لئے صدقہ جاریہ کا سبب بنے اس کی پی ڈی ایف بنائی گئی اس میں طلباء نے بھرپور ساتھ دیا اور اب یہ پی ڈی ایف آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

ہو سکتا ہے کہ ذہن میں یہ سوال آئے کہ ھدایۃ النحو کے تو بہت سارے نوٹس اور اردو شروحات پہلے سے ہی موجود ہیں تو پھر اس کی کیا حاجت تھی اس حوالے سے چند گزارشات ہیں:

اولا ہمارا مقصود ان نوٹس سے ہمارے جامعہ کے طلباء کو دوران درجہ سبق صحیح طریقے سے بورڈ پر سمجھانا تھا بعد میں ضمنا ان نوٹس کی پی ڈی ایف بنا کر صدقہ جاریہ کے لیے وائرل کر دی گئی۔

ان نوٹس کی چند خصوصیات یہ ہیں:

متن کی عبارت کے تحت مصنف علیہ الرحمہ نے جن باتوں کا ذکر کیا ہے ان کو پوائنٹس کی صورت میں تقسیم کر دیا گیا ہے کہ جس سے ایک طالب علم کو یاد کرنے میں آسانی رہے گی۔

بہت دفعہ طلباء کو یہ سمجھ ہی نہیں آتا کہ کون سی بات کہاں شروع ہو رہی ہے اور کون سی بات کہاں ختم ہو رہی ہے اور بعض اوقات طلبہ مختلف باتوں کو ملا کر سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ سمجھ نہیں پاتے یا ما قبل سے جو ربط قائم کرنا تھا وہ قائم نہیں کر پاتے ان پوائنٹس کی صورت میں لکھنے سے یہ بات واضح طور پر پتہ چل جائے گی کہ کون سی بات کہاں شروع ہو رہی ہے اور کون سی بات کہاں ختم ہو رہی ہے۔

اور اسی طرح ایک ہی باب میں ذکر کردہ مختلف طرح کی چیزیں بھی بآسانی سمجھ آجائیں گی۔

سبق کا خلاصہ ترجمہ کو مد نظر رکھتے ہوئے لکھا گیا ہے اگر کوئی طالب علم اس خلاصہ کو پڑھ لے پھر وہ عربی عبارت پڑھے تو سبق کا مکمل ترجمہ بھی حل ہو جائے گا سوائے کچھ مقامات کے۔

اس کتاب میں سلیس اردو کا اہتمام نہیں کیا گیا بہت ساری جگہوں پر آپ کو اردو نا مناسب الفاظ اور غرابت کے ساتھ ملے گی کیونکہ اس کتاب میں ھدایۃ النحو کے لفظی ترجمہ کو باقی رکھتے ہوئے مفہوم کو لکھنے کی کوشش کی گئی ہے اس وجہ سے ایسا ہو گا۔

اس کتاب کو لکھنے کا مقصد طلبہ کو اردو شرح مہیا کرنا ہرگز نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ طلباء ھدایۃ النحو کو اس کتاب کے ذریعے سے اچھے طریقے سے حل کر سکیں تب ہی لفظی ترجمہ کی بہت زیادہ رعایت کی گئی ہے بہت ممکن ہے کہ آپ اگر فقط اسی کتاب کو پڑھیں عربی والی ھدایۃ النحو نہ پڑھیں تو بہت سارے مقامات آپ کو سمجھ نہ آئیں۔

بہت سی جگہوں پر آپ اضافی ایسی عبارتیں دیکھیں گے کہ آپ سمجھیں گے کہ یہ عبارت اضافی ہے لیکن وہ اصل کتاب کے ترجمہ کے مطابق ہو گی لہذا اگر آپ اصل ھدایۃ النحو کو پڑھنے کے بعد اس کتاب کو پڑھیں یا اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ھدایۃ النحو سے سبق پڑھیں تو وہ پریشانی حل ہو جائے گی۔

میں اپنی اس کتاب کا انتساب خاص کر اپنے **آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم** کی جانب کرتا ہوں اور اپنے **پیر و مرشد حضرت علامہ مولانا الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ** کی جانب کرتا ہوں کہ جن کی جانب سے روحانی مدد حاصل رہی،

اور اس کا ثواب اولا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں ایصال کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ اہل بیت و تمام صحابہ و صحابیات و اولیاء اللہ و علماء و صلحاء و خاص علم نحو کے علماء و تمام اساتذہ و طلبہ و دوستوں و تمام امت مسلمہ و ھدایۃ النحو کے مصنف کو اس کا ثواب ایصال کرتا ہوں،

اللہ کریم ہماری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور ہماری اس کوشش کو صدقہ جاریہ بنائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

(ششماہی ثانی)

نوٹ: اس کتاب کی فقط ششماہی ثانی پڑھانہ نصیب ہوئی تب ہی فقط ششماہی ثانی کانصاب ہی لکھا گیاہے زہے نصیب اگر زندگی میں موقع ملا توان شاء اللہ کتاب مکمل کرنے کانیت ہے۔

(02/شعبان المعظم/1447)بمطابق(22/جنوری/2026)

فصل تنازع فعلان کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 07 باتیں بیان کی ہیں:

(01) تنازعِ فعلان کی تعریف:

جب دو فعل جھگڑا کریں اس اسمِ ظاہر میں کہ جو ان دونوں کے بعد ہوں عمل کرنے میں (یعنی دونوں فعلوں میں سے ہر ایک فعل یہ چاہے کہ وہ بعد والے اسمِ ظاہر میں عمل کرے) تو اسے تنازعِ فعلان کہتے ہیں۔

(02) تنازعِ فعلان کی اقسام:

پس یہ جھگڑا چار اقسام پر مشتمل ہے:

پہلا: دونوں فاعل بنانے میں جھگڑا کریں جیسے: (ضَرَبَنِی وَ اَکْرَمَنِی زَیْدٌ)۔

دوسرا: دونوں مفعول بنانے میں جھگڑا کریں جیسے: (ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا)۔

تیسرا: پہلا یہ تقاضا کرے کہ میں اس اسمِ ظاہر کو اپنا فاعل بنالوں جبکہ دوسرا یہ تقاضا کرے کہ میں اس کو اپنا مفعول بنالوں جیسے: (ضَرَبَنِی وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا)۔

چوتھا: تیسری صورت کا الٹ ہے یعنی پہلا فعل یہ تقاضا کرے کہ میں اس اسمِ ظاہر کو اپنا مفعول بنالوں جبکہ دوسرا فعل یہ تقاضا کرے کہ میں اِس اسمِ ظاہر کو اپنا فاعل بنالوں جیسے: (ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِی زَیْدٌ)۔

نوٹ: جان لیجیے کہ مذکورہ تمام صورتوں میں جائز ہے، پہلے فعل کو عمل دینا اور دوسرے فعل کو بھی عمل دینا۔ ہم کسی کو بھی عمل دے سکتے ہیں۔ بر خلاف امام فراء کے۔

(03)امام فراء کے نزدیک:

پہلی اور تیسری صورت میں دوسرے فعل کو ہی عمل دیں گے۔ اور ان کی (دلیل) یہ ہے کہ اگر پہلے فعل کو عمل دیں تو دو چیزوں میں سے کوئی ایک لازم آئے گی: یا تو فاعل حذف ہو گا، یا اضمار قبل الذکر ہو گا، اور یہ دونوں ہی ناجائز ہیں۔

نوٹ: البتہ مذکورہ معاملہ تو جائز اور ناجائز کے بارے میں تھا۔ اور رہی یہ بات کہ کس فعل کو عمل دینا پسندیدہ ہے، اس میں بصریوں اور کوفیوں کا اختلاف ہے۔ بصری دوسرے فعل کو عمل دینا پسند کرتے ہیں قرب و جوار کا اعتبار کرتے ہوئے۔ جبکہ کوفی پہلے فعل کو عمل دینا پسند کرتے ہیں تقدیم اور استحقاق کا اعتبار کرتے ہوئے۔

(04) بصریوں کے نزدیک:

پھر اگر تو عمل دے دوسرے فعل کو، تو دیکھ پہلے فعل کو کہ وہ کیا چاہتا ہے؟

اگر پہلا فعل تقاضا کرے فاعل کا، تو پہلے فعل میں ضمیر کو فاعل بنا دے جیسے تم کہتے ہو:

متوافقین (جب دونوں فعل صرف فاعل یا صرف مفعول کا تقاضہ کریں تو اس کو متوافقین کہتے ہیں) کے بارے میں:

- ﴿ضَرَبَنِی وَ اَکْرَمَنِی زَیْدٌ﴾۔
- اور ﴿ضَرَبَانِی وَ اَکْرَمَنِی الزَّیْدَانِ﴾
- اور ﴿ضَرَبُونِی وَ اَکْرَمَنِی الزَّیْدُونَ﴾

اور متخالفین (جب ایک فعل فاعل اور دوسرا فعل مفعول کا تقاضہ کریں تو اس کو مخالفین کہتے ہیں) میں یہ جملے کہتے ہوں:

- ﴿ضَرَبَنِی وَ اَکْرَمْتُ زَیْدًا﴾

- اور ﴿ضَرَبَانِي وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ﴾
- اور ﴿ضَرَبُونِي وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنَ﴾۔

اور اگر پہلا فعل مفعول کا تقاضا کرے اور وہ دونوں فعل افعالِ قلوب میں سے نہ ہوں، تو پہلے فعل کے مفعول کو حذف کر دیں جیسے کہ تم کہتے ہو:

متوافقین کے بارے میں:

- ﴿ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدًا﴾
- اور ﴿ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدَيْنِ﴾
- اور ﴿ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ زَيْدِيْنَ﴾

متخالفین کے بارے میں:

- ﴿ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِي زَيْدٌ﴾
- اور ﴿ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِي الزَّيْدَانِ﴾
- اور ﴿ضَرَبْتُ وَأَكْرَمَنِي الزَّيْدُونَ﴾۔

(05) افعالِ قلوب:

اور اگر دونوں فعل افعالِ قلوب سے ہوں تو واجب ہے پہلے فعل کے مفعول کو ظاہر کرنا جیسے کہ تم کہتے ہو: (حَسِبَنِي مُنْطَلِقًا حَسِبْتُ زَيْدًا مُنْطَلِقًا)۔ (اس مثال میں 'حسبنی' کے مفعول 'منطلقاً' کو ذکر کیا ہے حذف نہیں کیا)۔ اور مفعول کو ظاہر کرنا اس لیے واجب ہے کیونکہ افعالِ قلوب کے مفعول کو حذف کرنا یا مفعول کے بدلے ضمیر لانا مفعول کے ذکر سے پہلے، یہ جائز نہیں ہے۔ اور یہی بصریوں کا مذہب ہے۔

(06) کوفیوں کا مذہب:

اگر تو عمل دے پہلے فعل کو کوفیوں کے مذہب کے مطابق:

تو دیکھ کہ اگر دوسرا فعل فاعل کا تقاضا کرتا ہے تو دوسرے فعل میں ضمیر کو فاعل بنادے جیسے کہ تم کہتے ہو:

متوافقین میں:

- ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ
- اور ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَانِیْ زَیْدَانِ
- اور ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمُوْنِیْ زَیْدُوْنَ

اور جیسے کہ تم متخالفین کے بارے میں کہتے ہوں:

- ضَرَبَتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدًا
- اور ضَرَبَتُ وَاَکْرَمَانِیْ الزَّیْدَینِ
- اور ضَرَبَتُ وَاَکْرَمُوْنِیْ الزَّیْدِینَ

اور اگر دوسرا فعل مفعول کا تقاضا کرے اور وہ دونوں فعل افعالِ قلوب میں سے نہ ہوں تو وہاں دو صورتیں جائز ہیں:

1) مفعول کو حذف کرنا اور 2) مفعول کے بدلے ضمیر لانا۔ یہ پسندیدہ مذہب ہے تاکہ ملفوظ مراد کے مطابق ہو جائے اور جیسے کہ تم کہتے ہو مفعول کو حذف کرنے کی صورت میں:

متوافقین میں:

- ضَرَبْتُ وَاَکْرَمتُ زَیْدًا
- اور ضَرَبْتُ وَاَکْرَمتُ الزَّیْدَینِ

- اور ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنَ

اور جیسے تم کہتے ہوں مفعول کو حذف کرنے کی صورت میں:

متخالفین میں:

- ضَرَبَنِیْ وَأَكْرَمْتُ زَيْدٌ
- اور ضَرَبَنِیْ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدَانِ
- اور ضَرَبَنِیْ وَأَكْرَمْتُ الزَّيْدُوْنَ

اور مفعول کے بدلے ضمیر لانے کی صورت میں:

متوافقین میں کہتے ہیں:

- ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُهُ زَيْدًا
- اور ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُهُمَا الزَّيْدَيْنِ
- اور ضَرَبْتُ وَأَكْرَمْتُهُمْ الزَّيْدِينَ۔
- متخالفین میں:
- ضَرَبَنِیْ وَأَكْرَمْتُهُ زَيْدٌ
- اور ضَرَبَنِیْ وَأَكْرَمْتُهما الزَّيْدَانِ
- اور ضَرَبَنِیْ وَأَكْرَمْتُهم الزَّيْدُوْنَ۔

(07)افعال قلوب:

اور جب دونوں فعل افعالِ قلوب میں سے ہوں تو ضروری ہے مفعول کو ظاہر کرنا۔ جیسے تم کہتے ہو:

حَسبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا منطلقین الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقًا

ترجمہ:(دونوں زیدوں نے گمان کیا مجھ کو چلنے والا اور میں نے گمان کیا ان دونوں کو چلنے والا)۔

اس مثال میں " حَسِبَنِیْ " اور "حَسِبْتُهُمَا" دونوں "مُنْطَلِقًا" میں جھگڑا کر رہے ہیں مفعول بنانے کے معاملے میں۔

اور جب آپ نے پہلے فعل (حَسبَنِیْ) کو عمل دیا ہے تو آپ مفعول کو ظاہر کریں گے دوسرے فعل کے لیے۔

اور یہاں دوسرے فعل کے لیے مفعول کو ظاہر کرنا اس لیے واجب ہے کیوں کہ یہاں مفعول کو حذف کرنا یا مفعول کے بدلے ضمیر لانا ناجائز ہے۔ کیوں کہ اگر "مُنْطَلِقَیْنِ" کو حذف کریں تو افعالِ قلوب کے دو مفعولوں میں سے ایک حذف کرنا لازم آئے گا اور یہ ناجائز ہے۔

اور اگر آپ اس مفعول کے بدلے ضمیر لے کر آئیں تو دو صورتیں ہوں گی: ضمیر مفرد ہوگی یا تثنیہ ہوگی اور دونوں صورتوں میں خرابی لازم آئے گی۔ وہ اس طرح کہ اگر مفرد ضمیر لائیں اور یوں کہیں:

حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا اِیَّاهُ الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقًا

تو اب یہاں پہلا مفعول "هُمَا" تثنیہ ہے اور دوسرا "اِیَّاهُ" واحد ہے دونوں میں مطابقت نہیں ہے اور یہ ناجائز ہے۔

اور اگر تثنیہ کی ضمیر لائیں تو یوں کہیں گے:

حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا اِیَّاهُمَا الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقًا

تو اس صورت میں یہ لازم آئے گا کہ یہاں "اِیَّاهُمَا" تثنیہ کی ضمیر مفرد ("مُنْطَلِقًا") کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ ناجائز ہے۔ لہٰذا جب مفعول کو حذف کرنا یا مفعول کے بدلے ضمیر لانا دونوں ناجائز ہیں تب ہی واجب ہے مفعول کو ظاہر کرنا۔

فصل نائب الفائل کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 02 باتیں بیان کی ہیں:

(01) نائب الفاعل / مفعول مالَم یُسمَّ فاعِلُہٗ کی تعریف:

ہر وہ مفعول ہے کہ جس کے فاعل کو حذف کر دیا گیا ہو اور مفعول کو فاعل کے قائم مقام کر دیا گیا ہو۔ جیسے: ضُرِبَ زَیْدٌ (زید کو مارا گیا)۔ اس مثال میں زَیْدٌ نائب الفاعل ہے۔

(02) نائب الفاعل کا حکم:

نائب الفاعل کے فعل کو واحد، تثنیہ اور جمع اور مذکر اور مؤنث لانے میں وہی قواعد اور احکام ہیں کہ جن کو آپ فاعل کے باب میں جان چکے ہیں۔

فصل مبتداء اور خبر کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 14 باتیں بیان کی ہیں:

(01) مبتداء اور خبر کی تعریف:

مبتداء اور خبر یہ دونوں ایسے اسم ہوتے ہیں کہ جو خالی ہوتے ہیں عوامل لفظیہ سے۔

ان میں سے ایک "مسند الیہ" ہوتا ہے اور اس کو نام دیتے ہیں "مبتداء" کا اور دوسرا "مسند بہ" ہوتا ہے کہ جس کو نام دیتے ہیں "خبر" کا۔ جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ (ترجمہ: زید کھڑا ہے)۔

(اس مثال میں زید مسند الیہ اور مبتداء ہے اور قائم مسند بہ اور خبر ہے)۔

(02) مبتداء اور خبر کا عامل معنوی (معنوی عامل وہ ہوتا ہے کہ جو لفظوں میں نہیں آتا) ہوتا ہے اور وہ معنوی عامل "ابتداء" ہے۔

(03) مبتداء کی اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو اور خبر کی اصل یہ ہے کہ وہ نکرہ ہوں۔

(04) اور نکرہ کی جب صفت لائی جائے تو جائز ہے اس نکرہ کا مبتداء بننا۔ جیسے (وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ) ترجمہ: (اور ضرور مومن غلام مشرک سے بہتر ہے)۔ اس مثال میں عَبْدٌ نکرہ تھا اور اس کا مبتداء بننا صحیح نہیں تھا لیکن جب اسی عَبْدٌ کی صفت مُؤْمِنٌ لائی گئی تو اب اس کا مبتداء بننا صحیح ہو گا۔

(05) اور اسی طرح جب نکرہ کی تخصیص ہو جائے کسی دوسرے طریقے سے (تو اس کا مبتداء بننا صحیح ہے کیونکہ فقط نکرہ کا بغیر تخصیص کے مبتداء بننا صحیح نہیں ہے)۔

جیسے اَ رَجُلٌ فِی الدَّارِ اَمِ امْرَاَۃٌ؟ (ترجمہ: کیا مرد گھر میں موجود ہے یا عورت؟) اس مثال میں رَجُلٌ نکرہ ہے لیکن قاعدہ یہ ہے کہ جب نکرہ ہمزہ حرف استفہام کے بعد ہو اور آگے لفظ اَمْ آرہا ہوں تو وہاں پر نکرہ میں تخصیص آجاتی ہے۔

اسی لیے اس مثال میں رَجُلٌ نکرہ مخصوصہ کا مبتداء بننا صحیح ہے۔

(اس چیز کو آپ معنٰی کے لحاظ سے اس طرح سمجھیں: متکلم کو معلوم ہے کہ گھر میں مرد یا عورت میں سے کوئی ایک موجود ہے یعنی اس کو کچھ نہ کچھ معلوم ہے اور یہی چیز تخصیص ہے لہذا تب ہی رجل کا مبتداء بننا صحیح ہے)۔

اور اسی طرح یہ مثال بھی ہے:

مَا اَحَدٌ خَیْرٌ مِّنْكَ (ترجمہ: نہیں ہے کوئی بہتر تم سے) اس مثال میں اَحَدٌ نکرہ ہے لیکن قاعدہ یہ ہے کہ جب نکرہ نفی کے مقام میں ہو تو اس میں تخصیص پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا تب ہی اَحَدٌ نکرہ مخصوصہ بن گیا اور اس کا مبتداء بننا بھی صحیح ہو گیا۔

(اس چیز کو معنٰی کے لحاظ سے اس طرح سمجھیں: کہ یہاں اَحَدٌ سے مراد مخاطب کے سوا تمام افراد ہیں اور اب تمام افراد کو اَحَدٌ کے لفظ سے مراد لے لیا گیا ہے تب ہی تخصیص ہو گئی)۔

اور اسی طرح یہ مثال بھی ہے:

جیسے شَرٌّ اَھَرَّ ذَانَیَابٍ (شر نے بھڑ کایا نوکیلے دانت والے کو) اس مثال میں شَرٌّ نکرہ ہے مگر اس کا مبتدا بننا صحیح ہے کیوں کہ یہاں شَرٌّ نکرہ میں تخصیص آگئی ہے اور یہ نکرہ مخصوصہ بن گیا ہے۔

تخصیص اس طرح آئی ہے کہ یہ اصل میں اَهَرَّشَرٌّ ذَانِيَابٍ تھا یہاں شَرٌّ کو مقدم کر دیا گیا اور قاعدہ یہ ہے کہ جس کا حق موخر کا ہو اس کو مقدم کر دینا حصر اور تخصیص کا فائدہ دیتا ہے۔ لہٰذا شَرٌّ کو جب مقدم کیا تو یہ نکرہ مخصوصہ بن گیا تب ہی اس کا مبتدا بننا بھی صحیح ہو گیا۔

اور اسی طرح یہ مثال بھی ہے:

جیسے فِي الدَّارِ رَجُلٌ (مرد گھر میں ہے) اس مثال میں رَجُلٌ نکرہ ہے مگر پھر بھی اس کا مبتدا بننا صحیح ہے کیوں کہ اس کو تخصیص حاصل ہے اور یہ نکرہ مخصوصہ بن چکا ہے وہ اس طرح کہ قاعدہ ہے کہ جب خبر کو مقدم کیا جاتا ہے تو نکرہ میں تخصیص آ جاتی ہے لہٰذا یہاں بھی جب فِي الدَّارِ خبر کو مقدم کیا تو رَجُلٌ میں تخصیص آ گئی اور اس کا مبتدا بننا صحیح ہو گیا۔

اور اسی طرح یہ مثال بھی ہے:

سَلَامٌ عَلَيْكَ (سلامتی ہو تیرے اوپر) اس مثال میں سَلَامٌ نکرہ کا مبتدا بننا صحیح ہے کیونکہ یہ اصل میں (سَلَّمْتُ سَلَامًا عَلَيْكَ) تھا دوام اور استمرار کا معنی حاصل کرنے کے لیے جملہ فعلیہ کو جملہ اسمیہ میں تبدیل کیا اور یہ تبدیلی اس طرح کی کہ فعل کو حذف کیا اور سَلَامًا جو کہ منصوب تھا اس کو مرفوع کر دیا اس طرح یہ جملہ سَلَامٌ عَلَيْكَ بن گیا البتہ سَلَّمْتُ سَلَامًا عَلَيْكَ میں سَلَّمْتُ مؤَكَّد تھا اور سَلَامًا مؤَكِّد تھا سَلَّمْتُ میں فعل کی نسبت تُ ضمیر فاعل کی طرف تھی تب ہی اس میں تخصیص تھی اور اب قاعدہ یہ ہے کہ جو تخصیص مؤَكَّد میں ہوتی ہے وہی تخصیص مؤَكِّد میں بھی ہوتی ہے تب ہی سلاماً میں تخصیص تھی جو کہ جملہ اسمیہ ہونے کے بعد بھی باقی رہی تب ہی سلامٌ نکرہ مخصوصہ بن گیا اور اس کا مبتدا بننا صحیح ہو گیا۔

(06)اور اگر دو اسموں میں سے ایک معرفہ ہو اور دوسرا نکرہ ہو تو معرفہ کو مبتدا اور نکرہ کو خبر ہی بنائیں گے (جیسا کہ ماقبل میں گزرا)۔

اور اگر دونوں معرفہ ہوں تو ان میں سے جس کو آپ چاہیں مبتدا بنادیں اور جس کو چاہیں خبر بنادیں۔

جیسے: اَللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰھُنَا (ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہمارا معبود ہے)۔

اور مُحَمَّدٌ نَّبِیُّنَا (ترجمہ: محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارے نبی ہیں)۔

اور آدَمُ اَبُوْنَا (ترجمہ: آدم علیہ السلام ہمارے والد ہیں)۔

ان مثالوں میں آپ جس کو چاہیں مبتداء بناسکتے ہیں اور جس کو چاہیں خبر بناسکتے ہیں۔

(07)اور کبھی خبر جملہ اسمیہ ہوتی ہے جیسے: زَیْدٌ اَبُوْہُ قَائِمٌ (ترجمہ: زید، اس کے والد کھڑے ہیں) اس مثال میں اَبُوْہُ قَائِمٌ جملہ اسمیہ خبر ہے۔

(08)اور کبھی خبر جملہ فعلیہ ہوتی ہے جیسے: زَیْدٌ قَامَ اَبُوْہُ (ترجمہ: زید، اس کے والد کھڑے تھے) اس مثال میں قَامَ اَبُوْہُ جملہ فعلیہ خبر ہے۔

(09)اور کبھی خبر جملہ شرطیہ ہوتی ہے جیسے: زَیْدٌ اِنْ جَائَنِیْ فَاَکْرَمْتُہٗ (ترجمہ: زید اگر میرے پاس آتا تو میں اس کی تعظیم کرتا۔) اس مثال میں اِنْ جَائَنِیْ فَاَکْرَمْتُہٗ جملہ شرطیہ خبر ہے۔

(10)اور کبھی خبر ظرف (ظرف وہ لفظ ہوتا ہے کہ جس میں وقت یا جگہ کا بیان ہو) ہوتی ہے جیسے زَیْدٌ خَلْفَکَ (زید تیرے پیچھے ہے) اس مثال میں خَلْفَکَ ظرف ہے اور خبر ہے اور جار مجرور کو بھی ظرف کہتے ہیں اور یہ بھی خبر بنتے ہیں جیسے عَمْرٌوْ فِی الدَّارِ (ترجمہ: عمرو گھر میں ہے) اس مثال میں فِی الدَّارِ جار مجرور ہیں اور خبر ہیں۔

(11)اور جب جار مجرور مل کر ظرف بن رہے ہوں تو کوئی جملہ ان کا متعلَق ہوتا ہے اکثر علماء نحو کے مطابق۔ اور وہ جملہ اِسْتَقَرَّ ہے (اِسْتَقَرَّ کبھی لکھا ہوا ہوتا ہے اور کبھی حذف ہوتا ہے اور اس کے علاوہ ثَبَتَ یا ثَابِتٌ وغیرہ کو بھی محذوف مان سکتے ہیں) لہٰذا زَیْدٌ فِی الدَّارِ اصل میں زَیْدٌ اِسْتَقَرَّ فِی الدَّارِ ہے۔

اور متعلَق جملہ میں یا جب خبر جملہ ہو تو اس میں ضمیر کا ہونا ضروری ہے کہ جو مبتداء کی طرف لوٹے گی جیسے ھاء یعنی ھُو ضمیر ما قبل میں موجود جملے میں موجود ہے یعنی اِسْتَقَرَّ میں ھو چھپا ہوا ہے۔

اور اس ضمیر کو حذف کرنا بھی جائز ہوتا ہے قرینہ کے پائے جانے کے وقت۔ جیسے اَلسَّمْنُ مَنْوَانِ بِدِرْھَمٍ ترجمہ: (گھی دو من ایک درہم کا ہے) یہ جملہ اصل میں یہ ہے اَلسَّمْنُ مَنْوَانِ مِنْهُ بِدِرْھَمٍ اور اس جملے کی ترکیب یہ ہے:

[اَلسَّمْنُ مَنْوَانِ مِنْهُ بِدِرْھَمٍ]

اَلسَّمْنُ: مبتداء اول

مَنْوَانِ: موصوف

مِنْهُ: جار مجرور (ثابت کے متعلق ہو کر جملہ بن کر صفت)

موصوف صفت مل کر مبتداء ثانی

بِدِرْھَمٍ: جار مجرور (ثابت کے متعلق ہو کر جملہ بن کر خبر)

مبتداء ثانی اور خبر مل کر جملہ اسمیہ ہو کر خبر

مبتداء اول اور خبر مل کر جملہ اسمیہ۔

لہٰذا آپ ترکیب میں دیکھ سکتے ہیں کہ السمن مبتداء ہے اور بالآخر منوان منہ بدرھم مکمل جملہ خبر بنا ہے اور یہاں خبر میں منہ ضمیر کو حذف کر دیا گیا ہے اور قرینہ یہاں معنی ہے کہ معنی سے سمجھ آ رہا ہے کہ یہاں ضمیر چھپی ہوئی ہے۔

اور اسی طرح یہ مثال بھی ہے:

اَلْبُرُّ اَلْکُرُّ بِسِتینَ درهمًا (ترجمہ: گندم ایک کرّ ساٹھ درہم کی ہے)۔

یہ جملہ اصل میں یہ ہے: اَلْبُرُّ اَلْکُرُّ مِنْہُ بِسِتینَ درهمًا اس مثال میں اَلْبُرُّ مبتداء ہے اور اَلْکُرُّ مِنْہُ بِسِتینَ درهمًا بالآخر خبر ہے اور یہاں بھی خبر میں ضمیر حذف ہے اور یہاں قرینہ معنی ہے کہ معنی سے سمجھ آ رہا ہے کہ یہاں منہ ضمیر محذوف ہے۔

اور اس دوسرے جملے کی ترکیب یہ ہے:

[اَلْبُرُّ اَلْکُرُّ مِنْہُ بِسِتینَ درهمًا]

اَلْبُرُّ: مبتداء اول

اَلْکُرُّ: موصوف

مِنْہُ: جار مجرور (ثابت کے متعلق ہو کر جملہ بن کر صفت)

موصوف صفت مل کر مبتداء ثانی

بِسِتینَ: ممیز

درهمًا: تمیز

ممیز تمیز مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ثابت کے متعلق ہو کر جملہ بن کر خبر۔

مبتداء ثانی اور خبر مل کر جملہ اسمیہ ہو کر دوبارہ خبر ہوئے (مبتداء اول کی)۔

(12) اور کبھی خبر کو مقدم کر دیا جاتا ہے مبتدا پر۔ جیسے: فِي الدَّارِ زَيْدٌ (اس مثال میں فِي الدَّارِ خبر ہے اور یہ مقدم ہے اور زَيْدٌ مبتدا ہے)۔ اور جائز ہے ایک مبتدا کی کئی خبریں لانا جیسے: زيدٌ عالمٌ فاضلٌ عاقلٌ۔

(13) مبتداء کی قسم ثانی:

جان لیجیے کہ نحویوں کے نزدیک مبتدا کی ایک دوسری قسم بھی ہے جو مسند الیہ نہیں ہوتی بلکہ مسند ہوتی ہے اور صفت کا صیغہ ہوتی ہے کہ جو واقع ہوتا ہے حرفِ نفی کے بعد۔ جیسے: مَا قَائِمٌ زَيْدٌ (اس مثال میں لفظ قَائِمٌ مبتدا کی قسمِ ثانی ہے)۔

اور کبھی یہ صفت کا صیغہ واقع ہوتا ہے حرفِ استفہام کے بعد جیسے: اَقَائِمٌ زَيْدٌ (اس مثال میں قَائِمٌ مبتدا کی قسمِ ثانی ہے)۔

(14) شرط:

البتہ اس مقام پر شرط یہ ہے کہ وہ رفع دے اسمِ ظاہر کو جیسے: مَاقَائِمٌ الزَّيْدَانِ اور اَقَائِمٌ الزَّيْدَانِ۔

(ان مثالوں میں اور گزشتہ تمام مثالوں میں قَائِمٌ نے مابعد کو رفع دیا ہے اور چونکہ مذکورہ مثال میں الزَّيْدَانِ تثنیہ ہے اس لئے اس کا رفع / حالتِ رفعی الف کے ساتھ لکھی ہے)۔

برخلاف اس مثال کے: مَاقَائِمَانِ الزَّيْدَانِ (اس مثال میں قَائِمَانِ مبتدا کی قسمِ ثانی نہیں ہے کیونکہ اس نے اسمِ ظاہر کو رفع نہیں دیا، بلکہ قَائِمَانِ نے اپنے اندر موجود ضمیر (الف) کو ہی حالتِ رفعی میں کر دیا ہے۔ قائمان نے الزیدان کو رفع نہیں دیا، کیونکہ صفت کا صیغہ رفع دینے میں فعل اور فاعل کی طرح ہے۔

جیسے فعل اور فاعل میں فاعل چاہے تثنیہ ہو یا جمع، فعل واحد ہی رہے گا، ورنہ فعل میں موجود ضمیر کو فاعل بنائیں گے، تو اسی طرح یہاں بھی ہے۔

فصل: حروفِ مشبہ بالفعل کی خبر کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 04 باتیں بیان کی ہیں:

(01) اِنَّ اور اس کی اخوات یعنی اَنَّ، کَاَنَّ، لٰکِنَّ، لَیْتَ اور لَعَلَّ کی خبر مرفوع ہوتی ہے۔

(02) پس یہ حروف داخل ہوتے ہیں مبتداء اور خبر پر، پس نصب دیا جاتا ہے مبتدا کو اور نام دیا جاتا ہے مبتدا کو 'اِنَّ کا اسم' اور رفع دیتے ہیں خبر کو اور نام دیتے ہیں اس کو 'اِنَّ کی خبر' کا۔ پس اِنَّ کی خبر اِنَّ کے داخل ہونے کے بعد بھی مسند ہی ہوتی ہے۔ جیسے: [اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ]۔

(03) مفرد اور جملہ اور معرفہ اور نکرہ ہونے کے معاملے میں اِنَّ کی خبر کا حکم مبتدا کی خبر کے حکم کی طرح ہے۔

(04) جائز نہیں ہے مقدم کرنا اِنَّ اور اسکی اخوات کی خبر کو ان کے اسم پر۔ مگر جب کہ خبر ظرف ہو، جیسے: اِنَّ فِی الدَّارِ زَیْدًا، ظرف میں وسعت استعمال کے سبب۔

فصل کَانَ(افعالِ ناقصہ)کے اسم کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 05 باتیں بیان کی ہیں:

(01) کَانَ کا اسم اور اس کی اخوات یعنی صَارَ، اَصْبَحَ، اَمْسٰی، اَضْحٰی، ظَلَّ، بَاتَ، رَاحَ، اٰضَ، عَدَا، غَدَا، مَازَالَ، مَابَرِحَ، مَافَتِئَ، مَاانْفَكَّ، مَادَامَ اور لَيْسَ کا اسم مرفوع ہوتا ہے۔

(02) پس یہ افعال بھی داخل ہوتے ہیں مبتداء اور خبر پر۔ اور رفع دیتے ہیں مبتداء کو اور نام دیا جاتا ہے مبتداء کو "کَانَ کا اسم"۔ اور نصب دیتے ہیں خبر کو اور نام دیا جاتا ہے ان کی خبر کو "کَانَ کی خبر"۔

(03) اور کَانَ کا اسم مسند الیہ ہی رہتا ہے کَانَ (افعالِ ناقصہ) کے داخل ہونے کے بعد بھی۔ جیسے: کَانَ زَيْدٌ قَائِمًا۔

(04) اور جائز ہے تمام افعالِ ناقصہ میں کہ مقدم کر دیا جائے ان کی خبر کو ان کے اسماء پر۔ جیسے کَانَ قَائِمًا زَيْدٌ۔

(05) اور شروع کے نو (9) افعال کی خبر کو خود افعالِ ناقصہ پر بھی مقدم کرنا جائز ہے جیسے قَائِمًا كَانَ زَيْدٌ اور جن افعالِ ناقصہ کے شروع میں مَا ہے ان کی خبر کو خود ان افعالِ ناقصہ پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے جیسے قَائِمًا مَازَالَ زَيْدٌ نہیں کہہ سکتے۔

اور لَيْسَ میں اختلاف ہے کہ آیا اس کے اوپر اس کی خبر کو مقدم کرنا جائز ہے یا نہیں لیکن اصح مذہب کے مطابق جائز ہے جیسے قَائِمًا لَيْسَ زَيْدٌ بقیہ افعال کے اندر بھی کچھ کلام باقی ہے جو ان شاء اللہ قسمِ ثانی میں آئے گا۔

فصل مَا اور لَا مشابہ بِلَیسَ کے اسم کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 02 باتیں بیان کی ہیں:

(01) وہ مَا اور لَا کہ جو مشابہ ہوتے ہیں لَیْسَ کے اِن کا اسم بھی مرفوع ہوتا ہے اور اِن دونوں کے داخل ہونے کے بعد بھی اِن کا اسم مسند الیہ ہی ہوتا ہے۔ جیسے: مَا زَیْدٌ قَائِمًا (نہیں ہے زید کھڑا) اور لَا رَجُلٌ اَفْضَلَ مِنْكَ (نہیں ہے کوئی مرد افضل تجھ سے)۔

(02) اور لَا خاص ہے نکرہ کے ساتھ۔ اور مَا عام ہے معرفہ اور نکرہ دونوں کے ساتھ۔ (یعنی لَا نکرہ کے ساتھ آتا ہے جبکہ مَا نکرہ اور معرفہ دونوں کے ساتھ آتا ہے)۔

فصل لائے نفی جنس کی خبر کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 01 باتیں بیان کی ہیں:

(01) لائے نفی جنس کی خبر مرفوع ہوتی ہے اور لائے نفی جنس کی خبر مسند ہوتی ہے لائے نفی جنس کے آنے کے بعد بھی۔ جیسے لَا رَجُلَ قَائِمٌ (نہیں ہے کوئی مرد کھڑا)۔

دوسرا مقصد﴿یعنی دوسرا باب﴾

دوسرا باب منصوبات کے بارے میں ہے کہ جس میں ذکر کیا جائے گا بارہ(12)منصوبات کی قسموں کو اور وہ بارہ یہ ہیں:

(01) مفعول مطلق

(02) مفعول بہ

(03) مفعول فیہ

(04) مفعول لہ

(05) مفعول معہ

(06) حال

(07) تمیز

(08) مستثنٰی

(09) اِنَّ اور اس کی اخوات کا اسم

(10) کان اور اس کی اخوات کی خبر

(11) لائے نفی جنس کا اسم

(12) ما اور لا مشابہ بلیس کی خبر

فصل مفعول مطلق کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 04 باتیں بیان کی ہیں:

(01) مفعول مطلق کی تعریف:

ایسا مصدر کہ جو ما قبل میں موجود فعلِ مذکور کے معنیٰ میں ہو۔

(02) مفعول مطلق کی اقسام:

تاکیدی: کبھی اس کو ذکر کیا جاتا ہے تاکید کے لیے۔ جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا (میں نے بہت مارا)۔ اس مثال میں ضَرْبًا مفعول مطلق ہے۔

نوعی: کبھی نوعیت و حالت بیان کرنے کے لیے: جیسے: جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِیْ (میں قاری کے بیٹھنے کی طرح بیٹھا)۔ اس مثال میں جِلْسَةَ الْقَارِیْ مفعول مطلق ہے۔

عددی: کبھی عدد بیان کرنے کے لیے: جیسے: جَلَسْتُ جَلْسَةً اَوْ جَلْسَتَیْنِ اَوْ جَلسَاتٍ (میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ یا تین مرتبہ بیٹھا)۔ اس مثال میں جَلْسَةً اَوْ جَلْسَتَیْنِ اَوْ جَلسَاتٍ مفعول مطلق ہے۔

(03) مفعول مطلق دوسرے الفاظوں کے ساتھ:

کبھی مفعول مطلق فعلِ مذکور کے الفاظوں کے علاوہ دوسرے الفاظ کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے: قَعَدْتُ جُلُوْسًا (میں بہت زیادہ بیٹھا)۔ اس مثال میں جُلُوْسًا مفعول مطلق ہے جو کہ فعل مذکور قَعَدْتُ کے الفاظوں کے علاوہ ہے۔

اور جیسے اَنۡبَت نَبَاتًا (پودے بہت زیادہ اُگے)۔ اس مثال میں دونوں لفظوں کے حروفِ اصلیہ اگرچہ ایک ہیں یعنی (ن ب ت)، مگر اَنۡبَت ثلاثی مزید فیہ باب افعال سے ہے جبکہ نَبَاتًا ثلاثی مجرد باب نصر ینصر سے ہے۔ پہلی مثال میں لفظ کو تبدیل کیا گیا تھا دوسری مثال میں اگرچہ لفظ تبدیل نہیں کیا گیا مگر اس لفظ کا باب تبدیل کر دیا گیا۔ لہذا مفعول مطلق اس طرح بھی استعمال ہوتا ہے۔

(04) مفعول مطلق کا حذف:

مفعول مطلق کے فعل کا حذف ہونا(جوازاً): کبھی مفعول مطلق کے فعل کو قرینہ کے پائے جانے کی سبب جوازاً حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے تیرا کسی آنے والے کو کہنا: خَیۡرَ مَقۡدَمٍ (بہت بہتر ہے آنا" آپ کا")۔ حالانکہ یہ اصل میں مکمل جملہ یہ ہے: قَدِمۡتَ قُدُوۡمًا خَیۡرَ مَقۡدَمٍ (آپ آئے اور آپ کا آنا بہت بہتر ہے)۔

مفعول مطلق کے فعل کا حذف ہونا(وجوباً و سماعاً): کبھی وجوباً اور سماعاً فعل حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے:

سقیا اور شکرا اور حمدا اور رعیا اصل میں یہ جملے سَقَاكَ اللهُ سَقۡیًا (اللہ تجھ پر خوب بہائے رحمت کو) اور شکرتك شکرا (میں آپ کا بہت زیادہ شکریہ ادا کرتا ہوں) حمدتك حمدا (میں آپ کی بہت زیادہ تعریف کرتا ہوں) اور رَعَاكَ اللهُ رَعۡیًا (اللہ تعالیٰ تیری رعایت کرے) ہیں۔ مذکورہ تمام مثالوں میں اہل عرب لازمی طور پر مفعول مطلق کو حذف کر دیتے ہیں۔ ان سے ہمیشہ اسی طرح سنا گیا ہے تب ہی یہاں مفعول مطلق کا حذف سماعی اور وجوبی ہو گیا۔

فصل مفعول بہ کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 05 باتیں بیان کی ہیں:

(01) مفعول بہ کی تعریف:

مفعول بہ ایسا اسم ہے کہ واقع ہو جس پر فاعل کا فعل جیسے ضَرَبَ زَیدٌ عَمراً (مارا زید نے عمر کو)۔

(02) اور کبھی مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کر دیا جاتا ہے جیسے ضَرَبَ عَمراً زَیدٌ (مارا عمر کو زید نے) یہاں عمراً مفعول بہ کو زَیدٌ فاعل پر مقدم کیا گیا ہے۔

(03) اور کبھی حذف کر دیا جاتا ہے مفعول بہ کے فعل کو قرینہ کے پائے جانے کے سبب جوازاً جیسے (مَنْ اَضْرِبُ) میں کس کو ماروں؟ سوال کے جواب میں فقط "زیداً" کہنا یہاں اس مثال میں اَضْرِبُ فعل محذوف ہے مکمل جملہ (اِضْرِب زیدا) تھا۔

(04) اور حذف کر دیا جاتا ہے مفعول بہ کے فعل کو قرینہ کے پائے جانے کے سبب وجوباً چار مقامات میں۔

پہلا مقام: سماعی کلمات میں اِمْرَأً وَنَفْسَهُ اور اِنْتَهَوا خَیْرًا لَّکُمْ اور اَهْلًا وَّ سَهْلًا ان تمام مثالوں میں مفعول بہ کا فعل حذف ہے اور یہ مکمل جملے یہ ہیں اِتْرُكْ اِمْرَأً وَّ نَفْسَهُ (چھوڑ دے اس مرد کو اور اس کے معاملے کو) اور اِنْتَهَوا عَنِ التَّثْلِيْثِ وَاقْصِدُوْا خَیْرًا لَّکُمْ (باز آ جاؤ تثلیث سے یہ بہتر ہے تمہارے لئے اور ارادہ کروں (صحیح عقیدے کا) یہ تمہارے لئے بہتر ہے) اور اَتَیْتَ اَهْلًا وَّ وَطِئْتَ سَهْلًا (آپ آئے گھر والوں کے پاس اور آپ نے روند انرم زمین کو)۔

مفعول بہ کے وجوبی حذف کے بقیہ مقامات قیاسی ہیں:

ان میں سے دوسرا: "تحذیر" ہے۔ اور تحذیر اصل میں محذوف "اتَّقِ" فعل کا مفعول ہے اور اس میں ڈرایا جاتا ہے اس سے کہ جو مابعد ہوں جیسے "اِيَّاكَ وَ الْاَسَدَ" (تو بچ شیر سے)۔

اس جملے کی اصل "اِتَّقِكَ وَ الْاَسَدَ" ہے۔ البتہ اس جملے میں یہ تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں:

"اِتَّقِ" فعلِ امر ہے اور اس میں "اَنْتَ" ضمیر چھپی ہوئی ہے اور ساتھ "كَ" ضمیر بھی متصلاً موجود ہے اور یہ دونوں ضمیریں ایک ہی ذات پر دلالت کر رہی ہیں اور ایسی صورت میں قاعدہ یہ ہے کہ دونوں کے درمیان میں لفظِ "نَفْس" لانا واجب ہے لہٰذا جب لفظ "نَفْس" لایا گیا تو یہ جملہ اس طرح ہو گیا یہ "اِتَّقِ نَفْسَكَ" اور چونکہ یہ جملہ جلد بازی میں جلدی کے وقت بولا جاتا ہے اس لئے اس جملے سے لفظِ "اِتَّقِ" حذف کر دیا گیا۔

اب فقط "نَفْسَكَ وَ الْاَسَدَ" بچا اور چونکہ پہلی ضمیر "اَنْتَ" "اِتَّقِ" میں چھپی تھی جب وہ نہیں رہا تو ضمیر بھی نہیں رہی اس لئے لفظِ "نَفْسَ" بھی حذف کر دیا گیا۔

اب صرف "كَ وَ الْاَسَدَ" بچا، چونکہ "كَ" ضمیر متصل ہے اور یہ کسی سے ملے بغیر نہیں آتی اس لئے اس ضمیر متصل کو ضمیر منفصل میں بدل دیا تو یہ جملہ "اِيَّاكَ وَ الْاَسَدَ" بن گیا۔

اور یہ بھی ذہن نشین رہے کہ یہ جملہ اصل میں اس جملے کے معنی میں ہے: "اِتَّقِ نَفْسَكَ مِنَ الْاَسَدِ وَ الْاَسَدَ مِنْ نَفْسِكَ" (تو بچا اپنے آپ کو شیر سے اور شیر کو اپنے آپ سے) یا پھر کبھی محذر منه (کہ جس سے ڈرایا جا رہا ہے) کو مکرر (یعنی دوبارہ) ذکر کر دیتے ہیں جیسے "الطَّرِيْقَ الطَّرِيْقَ" یہ اصل میں "اِتَّقِ الطَّرِيْقَ" ہے یعنی تو بچ اس راستے سے۔

مفعول بہ کے عامل فعل کو حذف کرنے کا تیسرا مقام

وہ تیسرا مقام: مَا أُضْمِرَ عَامِلُهُ عَلَى شَرِيْطَةِ التَّفْسِيْرِ ہے:

اور اس کی تعریف یہ ہے: ہر وہ اسم کہ جس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ بعد والا فعل یا شبہ فعل ما قبل میں موجود اسم سے اعراض کر رہا ہوں (یعنی اس میں عمل نہیں کر رہا ہوں) ضمیر یا متعلق میں عمل کرنے کے سبب، البتہ اس بعد والے فعل یا مناسب (متعلق) کو اگر اس اسم پر مسلط کر دیا جائے (یعنی بعد والے فعل یا متعلق کو اس اسم پر مقدم کر دیا جائے) تو وہ فعل یا مناسب ضرور اس اسم کو نصب دے۔ جیسے زَیْدًا ضَرَبْتُهُ اس مثال میں زَیْدًا منصوب ہے پوشیدہ فعل ضَرَبْتُ کے سبب اور وہ پوشیدہ فعل بھی ضَرَبْتُ ہی ہے (البتہ زَیْداً سے پہلے ضَرَبْتُ فعل محذوف ہے اس بات کی تفسیر بعد والا ضَرَبْتُهُ کر رہا ہے یہاں زَیْداً ایک اسم ہے اور اس کے بعد ضَرَبْتُ فعل موجود ہے اور یہ ضَرَبْتُ فعل ما بعد میں موجود ہُ ضمیر میں عمل کر رہا ہے اور زَیْداً میں عمل کرنے سے اعراض کر رہا ہے یعنی زَیْداً میں عمل نہیں کر رہا۔ البتہ اگر آگے ضمیر نہ ہوتی تو یہ ضرور زَیْداً میں عمل کرتا۔ لیکن یہ عمل نہیں کر رہا لہذا زَیْداً کے لیے زَیْداً سے پہلے ایک فعل ضَرَبْتُ ہی محذوف مانیں گے۔

مفعول بہ کے عامل فعل کو حذف کرنے کا چوتھا مقام

یہ چوتھا مقام منادیٰ ہے اور اس کی تعریف یہ ہے:

ایسا اسم جس کو پکارا گیا ہو حرفِ ندا کے ذریعے لفظاً جیسے: یَاعَبْدَ اللهِ یہ اصل میں اَدْعُوْعَبْدَ اللهِ ہے یہاں حرفِ ندا "یَا" قائم (لایا گیا ہے) ہے "اَدْعُوْ" کی جگہ (اور اَدْعُوْ کو حذف کر دیا)۔

حرفِ ندا پانچ ہیں: (1) یَا (2) اَیَا (3) هَیَا (4) اَیْ اور (5) همزه مفتوحه (اَ)۔

اور کبھی حرفِ ندا کو لفظوں میں حذف کر دیتے ہیں جیسے: [یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا] (ترجمہ: اے یوسف! اعراض کر اس سے)۔ یہ اصل میں [یَایُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا] ہے۔

جان لیجئے کہ منادیٰ کی کئی اقسام ہیں اور وہ یہ ہیں:

i) مفرد معرفہ: جب منادیٰ مفرد معرفہ ہو تو وہ (مرفوع ہو گا اور) علامتِ رفع ضمہ یا الف و نون یا واؤ و نون وغیرہ کے ساتھ ہو گا، جیسے: [یَازَیْدُ]، [یَا رَجُلُ]، [یَازَیْدَانِ]، [یَازَیْدُوْنَ]۔

ii) اور کبھی منادیٰ مجرور ہو جاتا ہے لامِ استغاثہ کے ساتھ جیسے: [یَالَزَیْدٍ]۔

iii) اور کبھی منادیٰ کو فتحہ دے دیتے ہیں الف کو لاحق کر کے آخر میں جیسے: [یَا زَیْدَاہ]۔ البتہ اس صورت میں آخر میں ھاء کا بھی اضافہ کر دیتے ہیں۔

iv) اور منادیٰ اگر مضاف ہو تو اس کو نصب دے دیتے ہیں، جیسے: [یَاعَبْدَ اللّٰہِ]۔

v) یامشابہ مضاف (یعنی موصوف صفت) ہو تو بھی نصب دیتے ہیں جیسے: [یَا طَالِعًا جَبَلًا]۔

vi) اور نکرہ غیر معینہ منادیٰ کو بھی نصب دیتے ہیں جیسے: [یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ]۔

vii) اور اگر منادیٰ معرف باللام ہو تو یہ کہا جائے گا [یَا اَیُّھَا الرَّجُلُ] اور [یَا اَیَّتُھَا الْمَرْأَۃُ] (یعنی مذکر منادیٰ کی صورت میں اَیُّھَا اور مؤنث منادیٰ کی صورت میں اَیَّتُھَا کا اضافہ کریں گے لفظِ "یا" کے بعد)۔

(05) منادیٰ:

1) اور جائز ہے منادیٰ کی ترخیم اور وہ حذف کرنا ہے منادیٰ کے آخر سے کچھ حروف کو تخصیص کیلئے۔ جیسے تم کہتے ہوں مَالِكُ کے بارے میں یامَالِ اور یامَنْصُوْرُ کے بارے میں یامَنْصُ اور یاعُثْمَانُ کے بارے میں عُثْمَ۔

2) اور جائز ہے منادیٰ مرخّم کے آخر میں ضمہ اور حرکت اصلیہ جیسے تم کہتے ہوں یاحَارِثُ کے بارے میں یا حَارِ یاحَارُ۔

3) اور جان لیجئے کہ یَا اگرچہ حرفِ نداء ہے مگر اس کو مندوب میں بھی استعمال کیا جاتا ہے اور مَنْدُوْبٌ وہ ہے کہ جس پر غم کیا جائے یاء یا واؤ کے ساتھ۔ جیسے کہا جاتا ہے ی ازَیْدَاہ اور وَازَیْدَاہ۔ (اور اس صورت میں آخر میں ہ بھی بڑھا دیا جاتا ہے)۔

5)واو مختص ہے مندوب کے ساتھ اور یَا مشترک ہے نداء اور مندوب کے درمیان۔

6)مندوب کا حکم اعراب اور بناء(یعنی معرب اور مبنی ہونے) کے معاملے میں منادیٰ کے حکم کی طرح ہے۔

فصل مفعول فیہ کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 05 باتیں بیان کی ہیں:

(01) مفعول فیہ کی تعریف:

مفعول فیہ ایسا اسم ہے کہ واقع ہو فاعل کا فعل اس میں (یعنی اس زمانے یا مکان میں فعل واقع ہو) اور مفعول فیہ کو "ظرف" بھی کہتے ہیں۔

(02) اور ظرف کی دو قسمیں ہیں:

ظرفِ زمان: جو وقت کو ظاہر کرے۔

ظرف مکان: جو جگہ ظاہر کرے۔

(03) اور ظرفِ زمان کی پھر دو قسمیں ہیں:

1: مبہم: وہ ہے جس کیلئے کوئی حد معین نہ ہو جیسے دَھْرٌ (زمانہ) حِین (وقت)۔

2: محدود: وہ ہے جس کی کوئی حد معین ہو جیسے یَوْمٍ (دن)، لَیْلَةٍ (رات)، شَھْرٍ (مہینہ) اور سَنَةٍ (سال)۔

(04) اور یہ تمام ظروفِ زمان منصوب ہوتے ہیں۔ اور ان سے پہلے فی حرف جر محذوف ہوتا ہے جیسے تم کہتے ہو صُمْتُ دَھْرًا (میں نے روزے رکھے ایک زمانے تک) اور سَافَرْتُ شَھْرًا (میں نے سفر کیا ایک مہینے کا) یہ دونوں جملے اصل میں صُمْتُ فِیْ دَھْرٍ اور سَافَرْتُ فِی شَھْرٍ ہیں۔

(05) ظرفِ مکان کی پھر دو قسمیں ہیں:

1: مبہم: کہ جن کے لیے کوئی حد نہ ہو: جیسے جَلَسْتُ خَلْفَكَ وَاَمَامَكَ(ترجمہ میں بیٹھا آپ کے پیچھے اور آپ کے آگے)اور یہ ظرفِ مکان مبہم بھی منصوب ہو تا ہے۔

2: محدود: وہ کہ جس کے لیے کوئی حد معین ہو۔

جیسے جَلَسْتُ فِی الْدَّارِوَفِی الْسُوْقِ وَفِی الْمَسْجِدِ(ترجمہ: میں بیٹھا گھر میں اور بازار میں اور مسجد میں(البتہ ظرف مکان محدود میں حرف جر محذوف نہیں ہو تا بلکہ اس کو لازمی ذکر کیا جاتا ہے اور یہ منصوب بھی نہیں ہو تا فی کے حذف کے ساتھ بلکہ مجرور ہو تا ہے فی کے ذکر کے ساتھ۔

فصل مفعول لہ کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 03 باتیں بیان کی ہیں:

(01) مفعول لہ کی تعریف:

مفعول لہ ایسا اسم ہے کہ جس کی وجہ سے مذکورہ فعل واقع ہوں ما قبل میں۔

(02) مفعول لہ سے پہلے لام حرف جر محذوف ہوتا ہے اس لام کو حذف کر کے مفعول لہ کو منصوب کر دیا جاتا ہے جیسے ضَرَبْتُهٗ تَاْدِيْبًا (میں نے مارا اس کو ادب سکھانے کیلئے) یہ اصل میں ضَرَبْتُهٗ لِلتَّاْدِيْبِ ہے۔

اور قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبنا (میں بیٹھ گیا جنگ سے بزدلی کی وجہ سے) یہ جملہ اصل میں قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ لِلْجُبْنِ ہے۔

(03) امام زجاج کا مذہب:

امام زجاج کے نزدیک مفعول لہ اصل میں مصدر یعنی مفعول مطلق ہی ہے البتہ اسی مصدر کا فعل ما قبل میں محذوف مان کر جملہ مکمل کریں گے جیسے ضَرَبْتُهٗ تَاْدِيْبًا اصل میں: اَدَّبْتُهٗ تَاْدِيْبًا ہے اور اسی طرح قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبنا اصل میں جَبُنْتُ جُبنا ہے۔

فصل مفعول معہ کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 03 باتیں بیان کی ہیں:

(01) مفعول مَعَہ کی تعریف:

مفعول مَعَہ وہ اِسم ہے کہ جس کو ذِکر کیا جاتا ہے ایسی واؤ کے بعد کہ جو مَعَ کے معنی میں ہو۔ (واؤ کے بعد والے کلمہ کے) فعل کے معمول کا ساتھی ہونے کی وجہ سے۔

جیسے: جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ (آئی سردی جبوں کے ساتھ)۔ اور جِئْتُ اَنَا وَ زَیْدًا (میں آیا زید کے ساتھ) یہ دونوں مثالیں اصل میں یہ ہیں: جَاءَ الْبَرْدُ مَعَ الْجُبَّاتِ اور جِئْتُ اَنَا مَعَ زَیْدٍ۔

(02) پھر اگر فعل لفظی ہو (یعنی لفظوں میں موجود ہو) اور وہاں عطف کرنا جائز ہو تو مفعول مَعَہ میں جائز ہیں دو صورتیں۔

(1) نصب (2) رفع (یعنی رفع اور نصب دونوں پڑھ سکتے ہیں)

جیسے: جِئْتُ اَنَا وَ زَیْدٌ او زَیْدًا (یہاں زَیْدٌ اور زَیْدًا دونوں پڑھ سکتے ہیں)۔

اور اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب متعین ہو گا (یعنی نصب ہی پڑھیں گے) جیسے: جِئْتُ وَ زَیْدًا۔

(03) اور اگر فعل معنوی ہو اور عطف بھی جائز ہو تو عطف ہی متعین ہو گا (یعنی پھر عطف کے مطابق جو اعراب بنتا ہو گا وہی پڑھیں گے)۔

جیسے: مَا لِزَیْدٍ وَ عَمْرٍو (ترجمہ: کیا ہے زید اور عمرو کے لیے) یہ جملہ اصل میں مَا حَصَلَ لِزَیْدٍ وَ عَمْرٍو ہے (کیا حاصل ہوا زید اور عمر کیلئے)۔

اور اگر عطف ہی جائز نہ ہو تو نصب ہی متعین ہو تا ہے۔(یعنی نصب ہی پڑھیں گے) جیسے: مَالَكَ وَ زَيْدًا (کیا کیا تو نے اور زید نے) یہ اصل میں مَا تَصْنَعُ وَ زَيْدًا ہے۔ اور مَاشَانُكَ وَ عَمْرًوا (کیا کیا تو نے اور عمرو نے) یہ اصل میں مَا تَصْنَعُ وَعَمْرًوا تھا۔

فصل حال کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 09 باتیں بیان کی ہیں:

(01) حال کی تعریف:

حال ایسا لفظ ہے کہ جو دلالت کرتا ہے فاعل یا مفعول، یا دونوں کی حالتوں پر۔

مثال: "جَاءَنِیْ زَیْدٌ رَاکِبًا" (زید آیا میرے پاس اس حال میں کہ وہ سوار تھا)۔

مثال: "ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا" (میں نے مارا زید کو اس حال میں کہ وہ بندھا ہوا تھا)۔

مثال: "لَقِیْتُ عَمْرًا رَاکِبَیْنِ" (میں ملا عمر سے اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے)۔

وضاحت: ان مثالوں میں پہلی میں فاعل، اور دوسری میں مفعول اور تیسری میں فاعل و مفعول دونوں کی حالت بیان کی گئی ہے۔ اور پہلی مثال میں رَاکِبًا اور دوسری مثال میں مَشْدُوْدًا اور تیسری مثال میں رَاکِبَیْنِ حال ہے۔

نوٹ: جس کی حالت بیان کی جارہی ہوں اس کو ذوالحال کہتے ہیں۔

(02) کبھی فاعل (جو کہ ذوالحال ہوتا ہے وہ) معنوی ہوتا ہے (یعنی لفظوں میں نہیں ہوتا)۔

جیسے زید فی الدار قائما (زید گھر میں اس حال میں ہے کہ وہ کھڑا ہے) یہ جملہ اصل میں یہ ہے: زید استقر فی الدار قائما یہاں استقر میں ھو ضمیر پوشیدہ ہے اور وہ فاعل ہے اور ذوالحال ہے اور قائماً حال ہے لہٰذا اس مثال میں فاعل جو کہ ذوالحال ہے لفظوں میں موجود نہیں ہے بلکہ مقدر (یعنی چھپا ہوا ہے)۔

(03) کبھی مفعول (جو کہ ذوالحال ہوتا ہے وہ) معنوی ہوتا ہے (یعنی لفظوں میں نہیں ہوتا)۔۔

جیسے: "ھٰذَا زَیْدٌ قَائِمًا" (یہ زید ہے اس حال میں کہ وہ کھڑا ہے)۔

یہ جملہ اصل میں "أُشِیْرُ زَیدا قَائِمًا" تھا، اور "زَیْدٌ" مفعول بہ تھا۔

لیکن اس جملے کو ایک الگ انداز (یعنی "ھٰذَا زَیْدٌ قَائِمًا") میں بولا گیا تو مفعول بظاہر لفظوں میں موجود نہیں رہا۔

(04) حال کا عامل:

حال کا عامل فعل یا معنیٔ فعل (یعنی اسمِ فاعل، اسمِ مفعول اور اسمِ تفضیل وغیرہ) ہوتے ہیں۔

(05) حال اور ذوالحال کی پہچان

حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے (جیسے کہ آپ اوپر کی مثالوں میں دیکھ سکتے ہیں)۔

(06) حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا

اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا (پہلے لانا) واجب ہے۔

مثال: "جَاءَنِیْ رَاکِبًا رَجُلٌ" (میرے پاس ایک مرد آیا اس حال میں کہ وہ سوار تھا)۔

وجہ: یہ اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ التباس (شک) لازم نہ آئے موصوف صفت کے ساتھ حالت نصبی میں جیسے کہ تمہارے اس قول میں ہے: "رَاَیْتُ رَجُلًا رَاکِبًا"۔ یہاں بظاہر ایسا لگ رہا ہے کہ رَجُلًا موصوف ہے اور رَاکِبًا صفت ہے حالانکہ رَجُلًا ذوالحال ہے اور رَاکِبًا حال ہے۔

(07) حال کا جملہ خبریہ ہونا

اور کبھی حال جملہ خبریہ ہوتا ہے جیسے: جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَغُلَامُہٗ رَاکِبٌ (زید میرے پاس آیا اس حال میں کہ اس کا غلام سوار تھا")۔ اس مثال میں زید "ذوالحال" ہے اور وَغُلَامُہٗ رَاکِبٌ حال ہے۔

جَاءَنِیْ زَیْدٌ ویرَکب غُلَامُہ(زید میرے پاس آیااس حال میں کہ اس کا غلام سوار تھا)۔

اسی طرح دوسری مثال میں ویرَکب غُلَامُہ حال واقع ہورہاہے۔

(08) حال کا عامل معنیٔ فعل:

اور کبھی حال کا عامل معنیٔ فعل (یعنی وہ کلمہ یاکلام کہ جو فعل کا معنی دے)ہوتاہے۔اس کی مثال یہ ہے:ھٰذَا زَیْدٌ قَائِمًا۔یہ جملہ اصل میں اُنَبِّہُ یا أُشِیْرُ زَیْدًا قَائِمًا ہے(میں زید کی طرف اشارہ کرتاہوں اس حال میں کہ وہ کھڑا ہے)۔اس مثال میں ھٰذَا ایک ایسا کلمہ ہے کہ جو أُشِیْرُ فعل کے معنیٰ میں ہے اور آگے موجود کا قَائِمًا جو کہ حال ہے اس کا عامل ہے۔

(09) حال کے عامل کا حذف ہونا:

اور کبھی حال کے عامل کو کسی قرینے کی وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے۔جیسے کوئی مسافر سفر سے واپس آئے تو اسے دیکھ کر تم کہتے ہوں:سَالِمًا غَانِمًا یہ جملہ اصل میں یوں ہے:تَرْجِعُ سَالِمًا غَانِمًا(تم واپس آئے سلامتی اور غنیمت حاصل کرتے ہوئے)اس مثال میں تَرْجِعُ فعل ہے اور حال کا عامل ہے اس کو حذف کر دیا گیا ہے۔

فصل تمییز کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 03 باتیں بیان کی ہیں:

(01) تمیز کی تعریف:

ایسا نکرہ اسم کہ جس کو ذکر کیا جاتا ہے مقدار کے بعد یعنی عدد یا کَیْل یا ناپ یا وزن یا مسافت یا ان مذکورہ کے علاوہ ایسی چیز کے بعد کہ جس میں ابہام ہو اور یہ تمیز ابہام کو ختم کرتی ہے۔ جیسے:

عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا (میرے پاس بیس درہم ہیں)۔ اس مثال میں دِرْهَمًا تمیز ہے کہ جس نے عِشْرُوْنَ عدد سے ابہام ختم کر دیا اور بتادیا کہ یہاں بیس سے بیس درہم مراد ہیں

قَفِیْزَانِ بُرًّا (دو قفیز گندم کے ہیں)۔ اس مثال میں بُرًّا تمیز ہے۔

مَنَوَانِ سَمْنًا (دو من گھی)۔ اس مثال میں سَمْنًا تمیز ہے۔

جَرِیْبَانِ قُطْنًا (دو جریب روئی کے ہیں) اور دس قفیز کا ایک جریب ہوتا ہے۔ اس مثال میں قُطْنًا تمیز ہے۔

اور عَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا (کھجور پر اس کی مثل مکھن ہے)۔ اس مثال میں زُبْدًا تمیز ہے۔

نوٹ: جس کلمہ سے ابہام کو ختم کیا جائے اس کو ممیّز کہتے ہیں۔

(02) اور کبھی مقدار کے علاوہ بھی کوئی دوسری چیز ممیّز ہوتی ہے کہ جس سے ابہام کو ختم کیا جاتا ہے جیسے:

هٰذَا خَاتَمٌ حَدِیْدًا (یہ انگوٹھی لوہے کی ہے)۔

اور سِوَارٌ ذَهَبًا (کنگن سونے کا ہے)۔

ان صورتوں میں اکثر تمیز مجرور ہوتی ہے جیسے: هٰذَا خَاتَمُ حَدِيْدٍ۔

(03) اور کبھی تمیز جملہ کے بعد بھی واقع ہوتی ہے ابہام کو ختم کرنے کے لیے جملے کی نسبت سے جیسے:

طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا اَوْ عِلْمًا اَوْ اَبًا (زید اچھا ہے ذات کے اعتبار سے یا علم کے اعتبار سے یا والد کے اعتبار سے)۔

اس مثال میں طَابَ فعل کی جو نسبت زَيْدٌ کی طرف ہے اس میں ابہام تھا کہ زید کس اعتبار سے اچھا ہے لیکن آگے والی تین (نَفْسًا اَوْ عِلْمًا اَوْ اَبًا) تمیزوں نے وضاحت کر دی کہ زید ذات یا علم یا والد کے اعتبار سے اچھا ہے۔

فصل مستثنیٰ کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 05 باتیں بیان کی ہیں:

(01) مستثنیٰ کی تعریف:

مستثنیٰ ایسا لفظ ہے کہ جس کو ذکر کیا جاتا ہے "اِلَّا" اور اس کی اخوات کے بعد تا کہ معلوم ہو جائے کہ مستثنیٰ کی طرف نسبت نہیں کی گئی ہے اس کلمہ کی کہ جس کلمہ کی ما قبل (میں موجود مستثنیٰ منہ) کی طرف نسبت کی گئی ہے۔

(02) مستثنیٰ کی اقسام:

اس کی دو قسمیں ہیں:

مستثنیٰ متصل: وہ ہے کہ جس کو نکال دیا گیا ہو (ما قبل میں ذکر کردہ) متعدد (افراد میں) سے "اِلَّا" یا اس کی اخوات کے ذریعے، جیسے: جَاءَنِي الْقَوْمُ اِلَّا زَيْدًا (آئی میرے پاس قوم سوائے زید کے) اس مثال میں زَيْدًا مستثنیٰ ہے

مستثنیٰ منقطع: وہ ہے کہ جس کو ذکر کیا جاتا ہے "اِلَّا" یا اس کی اخوات کے بعد اور اس کو نکالا نہیں جاتا (ما قبل میں ذکر کردہ) متعدد (افراد میں) سے، اس کے داخل نہ ہونے کی وجہ سے مستثنیٰ منہ میں جیسے: جَاءَنِي الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا (آئی میرے پاس قوم سوائے گدھے کے)۔

(03) مستثنیٰ کا اعراب:

جان لیجئے کہ مستثنیٰ کا اعراب چار اقسام پر مشتمل ہے:

پس اگر وہ متصل ہو اور واقع ہو "اِلَّا" کے بعد کلامِ موجَب (یعنی مثبت کلام) میں جیسے: جَاءَنِي الْقَوْمُ اِلَّا زَيْدًا (آئی میرے پاس قوم سوائے زید کے)

یا منقطع ہو اور واقع ہو "اِلَّا" کے بعد کلامِ موجَب میں جیسے: جَاءَنِي الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا (آئی میرے پاس قوم سوائے گدھے کے)۔

یا مقدم ہو مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ پر، جیسے: جَاءَنِي الْقَوْمُ اِلَّا زَيْدًا اَحَدٌ (نہیں آیا میرے پاس کوئی ایک بھی سوائے زید کے)

یا وہ واقع ہو خَلَا یا عَدَا کے بعد (اکثر نحویوں کے مطابق) جیسے: جَاءَنِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدًا (آئی میرے پاس قوم سوائے زید کے)

یا وہ واقع ہو مَا خَلَا یا مَا عَدَا یا لَيْسَ یا لَا يَكُوْنُ کے بعد جیسے: جَاءَنِي الْقَوْمُ مَا عَدَا زَيْدًا (آئی میرے پاس قوم سوائے زید کے)

تو ان تمام صورتوں میں مستثنیٰ منصوب ہو گا جیسا کہ آپ ماقبل کی تمام مثالوں میں دیکھ سکتے ہیں۔

اور اگر مستثنیٰ اِلَّا کے بعد ہو کلام غیر موجب میں (اور کلام غیر موجب ہر وہ کلام ہے کہ جس میں نفی، نہی یا استفہام ہو) اور مستثنیٰ منہ مذکور بھی ہو تو مستثنیٰ میں دو صورتیں جائز ہیں:

1) نصب پڑھنا۔

2) بدل بنا کر ماقبل کے مطابق اعراب پڑھنا۔ جیسے: مَا جَاءَنِيْ اَحَدٌ اِلَّا زَيْدًا (نہیں آیا میرے پاس کوئی بھی سوائے زید کے)۔

(اس مثال میں زَيْدًا اور زَيْدٌ دونوں اعراب پڑھ سکتے ہیں)

اور اگر مستثنیٰ مُفرّغ (مستثنیٰ مُفرّغ وہ ہوتا ہے کہ جس کا مستثنیٰ مُنہ محذوف ہوتا ہے) ہو اس طرح کہ وہ واقع ہو اِلَّا کے بعد کلامِ غیر موجب میں اور مستثنیٰ منہ غیر مذکور ہو تو اس کا اعراب عامل کے مطابق ہو گا (پھر جیسا عامل مطالبہ کرے گا اعراب وہی آئے گا) جیسے تم کہتے ہو: مَا جَاءَنِیْ اِلَّا زَیْدٌ (نہیں آیا میرے پاس کوئی سوائے زید کے) اور مَا رَاَیْتُ اِلَّا زَیْدًا (میں نے نہیں دیکھا کسی کو سوائے زید کے) اور وَمَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ (میں نہیں گزرا مگر زید کے ساتھ) یہاں پہلی مثال میں زید کے فاعل بننے کی وجہ سے عامل کے مطابق زید پر پیش ہے اور دوسری میں مفعول ہونے کی وجہ سے زبر ہے اور تیسری میں جر ہے مجرور ہونے کی وجہ سے۔

اور اگر مستثنیٰ غَیْرُ یا سِوٰی یا سَوَاءٌ یا حَاشَا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء کے نزدیک مستثنیٰ مجرور ہو گا۔ جیسے مَا جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَزَیْدٍ / سِوٰی زَیْدٍ / سَوَاءُزَیْدٍ / حَاشَازَیْدٍ (نہیں آئی قوم میرے پاس سوائے زید کے)۔

(04) غیر کا اعراب

اور جان لیجئے کہ غَیْرُ کا اعراب اس مستثنیٰ کی طرح ہے کہ جو اِلَّا کے بعد واقع ہوتا ہے۔ جیسے تم کہتے ہو:

1) جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَزَیْدٍ (ترجمہ: آئی میرے پاس قوم سوائے زید کے)۔ اس مثال میں مستثنیٰ متصل ہے اور کلامِ موجب ہے پس اس صورت میں مستثنیٰ منصوب ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ یہاں پر غَیْرُ تھا لہٰذا غَیْرُ نے مستثنیٰ کا اعراب لے لیا۔ اور نصب غَیْرُ پر آ گیا۔ اور چونکہ غَیْرُ خود مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے اس لیے غَیْرُ نے اصل مستثنیٰ کو مجرور کر دیا۔

2) جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَحِمَارٍ (آئی قوم میرے پاس سوائے گدھے کے)۔ اس مثال میں مستثنیٰ منقطع کلامِ موجب میں ہے اور اس صورت میں مستثنیٰ منصوب ہوتا ہے لہٰذا مستثنی کا اعراب غَیْرُ پر آ گیا اور یہ منصوب ہو گیا۔

3) مَا جَاءَنِیْ أَحَدٌ غَیْرُزَیْدٍ یا غَیْرَزَیْدٍ (ترجمہ: نہیں آیا میرے پاس کوئی سوائے زید کے)۔ یہاں کلامِ غیر موجب ہے اور مستثنیٰ منہ مذکور ہے اس صورت میں مستثنیٰ کو بدل بنا کر ماقبل کے مطابق بھی پڑھ سکتے ہیں اور

منصوب بھی پڑھ سکتے ہیں لہٰذا یہی معاملہ یہاں غَیْرُ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ کہ آپ یہاں غَیْرُ کو أَحَدٌ سے بدل بنا کر مرفوع بھی پڑھ سکتے ہیں اور منصوب بھی پڑھ سکتے ہیں۔

4) مَا جَاءَنِیْ غَیْرُ زَیْدٍ (ترجمہ: نہیں آیا کوئی میرے پاس سوائے زید کے)۔ اور مَا رَأَیْتُ غَیْرَ زَیْدٍ (میں نے نہیں دیکھا کسی کو سوائے زید کے) اور مَا مَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ (ترجمہ: میں نہیں گزرا مگر زید کے ساتھ) جب مستثنیٰ مُفرّغ ہو تو مستثنیٰ کا اعراب عامل کے مطابق ہوتا ہے لہٰذا یہی عمل یہاں غَیْرُ کے ساتھ کیا گیا ہے کہ مذکورہ تینوں مثالوں میں اس کا اعراب عامل کے مطابق ہے۔

(05) غَیر صفت کے معنی میں:

اور جان لیجیے کہ لفظ غَیْرُ کو وضع کیا گیا ہے صفت کے معنی کے لیے اور کبھی کبھی اس کو استعمال کر لیا جاتا ہے استثناء کے لیے بھی جیسے لفظ الا کو وضع کیا گیا ہے استثناء کے لیے لیکن کبھی کبھی اس کو استعمال کر لیا جاتا ہے صفت کے معنی کے لیے جسے اللہ تعالی کے اس فرمان (لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا ۚ) میں لفظ (الا) غیر کے معنی میں ہے اور اسی طرح لا الہ الا اللہ میں لفظ (الا) غیر کے معنی میں ہے۔

فصل کانَ کی خبر کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 02 باتیں بیان کی ہیں:

(01) کان اور اس کی اخوات:

کان اور اس کی اخوات کی خبر مسند ہوتی ہے کان اور اس کی اخوات کے داخل ہونے کے بعد بھی۔ جیسے کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا (اور کان اور اس کی اخوات کی خبر منصوب ہوتی ہے)۔ اس مثال میں قَائِمًا خبر ہے کَان کی اور مسند ہے اور منصوب بھی ہے۔

(02) کان کی خبر کے احکام:

اور ان کی خبر کا حکم مبتداء کی خبر کی طرح ہی ہے مگر یہ کہ ان میں جائز ہے کہ مقدم کر دیا جائے ان کی خبر کو ان کے اسماء پر باوجود اس کے کہ ان کی خبر معرفہ ہو۔ بر خلاف مبتداء کی خبر کے (یعنی مبتداء کی خبر معرفہ ہو تو اس کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے) جیسے کَانَ القَائِمَ زَیْدٌ (زید کھڑا ہے)۔ اس مثال میں القَائِمَ جو کہ خبر ہے اور معرفہ اور پھر بھی مقدم ہے اپنے اسم پر۔

فصل اِنَّ اور اس کی اخوات کے اسم کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 01 باتیں بیان کی ہیں:

(01) اِنَّ اور اس کی اخوات کا اسم:

اِنَّ اور اس کی اخوات کا اسم مسند الیہ ہوتا ہے اِنَّ اور اس کی اخوات کے داخل ہونے کے بعد اور اِنَّ کا اسم منصوب ہوتا ہے جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ (بیشک زید کھڑا ہے)۔

لائےنفی جنس کا اسم

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 04 باتیں بیان کی ہیں:

(01) لائے نفی جنس کا اسم:

وہ اسم جو منصوب ہوتا ہے اس لَا کے ساتھ کہ جو جنس کی نفی کے لیے ہوتا ہے اور وہ اسم مسند الیہ ہی ہوتا ہے اس لائے نفی جنس کے داخل ہونے کے بعد بھی۔

(02) لَا کے اسم کی مختلف صورتیں:

اس لَا کے ساتھ یا تو نکرہ مضاف متصل ہوتا ہے (جو کہ اس لَا کا اسم ہی ہوتا ہے) جیسے لَا غُلَامَ رَجُلٍ فِي الدَّارِ (نہیں ہے کوئی غلام مرد کا اس گھر میں)۔ اس مثال میں غُلَامَ لَا کا اسم ہے اور مضاف ہے۔

یا اس کے ساتھ مشابہ مضاف اسم (یعنی موصوف، صفت یا ممیز اور تمیز) متصل ہوتا ہے۔ جیسے لَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا فِي الْكِيْسِ (نہیں ہیں بیس درہم تھیلی میں)۔ اس مثال میں عِشْرِيْنَ ممیّز ہے اور دِرْهَمًا تمیز ہے۔

اور ان دونوں صورتوں میں لائے نفی جنس کا اسم منصوب ہی ہوتا ہے۔

پھر اگر لَا کے بعد نکرہ مفرد اسم ہو تو وہ مبنی علی الفتح ہو گا۔ جیسے لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ (نہیں ہے کوئی مرد گھر میں)۔

اور اگر لا کے بعد معرفہ ہو یا نکرہ ہو مگر نکرہ اور لا کے درمیان فاصلہ ہو تو لا کے بعد والا اسم مرفوع ہو گا اور لا کا تکرار واجب ہو گا دوسرے اسم کے ساتھ۔ جیسے لَا زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَلَا عَمْرٌو (نہیں ہے زید گھر میں اور نہ ہی عمرو)۔ اس مثال میں زَيْدٌ معرفہ ہے اور مرفوع ہے۔

لَا فِيها رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ (نہیں ہے گھر میں کوئی مرد اور نہ ہی کوئی عورت) اس مثال میں لَا اور اس کے اسم کے درمیان فاصلہ ہے اور لَا کا اسم مرفوع ہے۔

(03) لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ میں مختلف صورتیں:

جائزہے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللہ میں پانچ (5) صورتیں:

☆ دونوں اسموں پر فتحہ جیسے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ۔

☆ دونوں پر رفع جیسے لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةٌ۔

☆ پہلے اسم پر فتحہ جبکہ دوسرے پر نصب جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً (نصب تنوین کے ساتھ جبکہ فتحہ بغیر تنوین کے ہے)۔

☆ پہلے اسم پر فتحہ جبکہ دوسرے پر رفع جیسے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةٌ۔

☆ پہلے اسم پر رفع جبکہ دوسرے پر فتحہ جیسے لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّةَ۔

نوٹ! یہ قاعدہ فقط اس مثال کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جہاں بھی دو مرتبہ لا ہو اور دونوں مرتبہ لا کے بعد نکرہ ہو اور لا اور نکرہ میں فاصلہ نہ ہو تو ان دونوں جگہوں میں مذکورہ پانچ (5) صورتیں جائز ہیں۔

(04) لَا کے اسم کا حذف:

اور کبھی لَا کے اسم کو حذف کر دیتے ہیں قرینہ کی وجہ سے جیسے لَا عَلَيْكَ یہ اصل میں لَا بَأْسَ عَلَيْكَ ہے (کوئی حرج نہیں تمہارے اوپر)۔

ما اور لا مشابہ بلیس کی خبر

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 03 باتیں بیان کی ہیں:

(01) مَا اور لَا مشابہ بلیس کی خبر:

مَا اور لَا مشابہ بلیس کی خبر مسند ہوتی ہے ان دونوں کے داخل ہونے کے بعد بھی اور منصوب ہوتی ہے جیسے: مَا زَيْدٌ قَائِمًا (نہیں ہے زید کھڑا) اور لَا رَجُلٌ حَاضِرًا (نہیں ہے کوئی مرد حاضر)۔

(02) ما اور لا مشابہ بلیس کا عمل باطل:

اور اگر خبر إِلَّا کے بعد ہو جیسے: مَا زَيْدٌ إِلَّا قَائِمٌ (نہیں ہے زید مگر کھڑا ہوا)۔ یا خبر مقدم ہو اسم پر جیسے: مَا قَائِمٌ زَيْدٌ (نہیں ہے کھڑا زید) یا إِنْ زائد ہو ما مشابہ بلیس کے بعد جیسے: مَا إِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ (نہیں ہے زید کھڑا ہوا)۔ تو ان تمام صورتوں میں ما اور لا مشابہ بلیس کا عمل باطل ہو جائے گا۔ جیسے کہ مثالوں میں دیکھ سکتے ہوں، اور یہ اهل حجازی لغت کے مطابق ہے۔

(03) بنو تمیم:

اور بنو تمیم تو وہ اصلاً ما اور لا مشابہ بلیس کو عمل دیتے ہی نہیں ہیں۔ جیسے ایک شاعر کا قول ہے بنو تمیم کی زبان کے مطابق:

وَمُهَفْهَفٍ كَالْغُصْنِ قُلْتُ لَهُ انْتَسِبْ فَأَجَابَ مَا قَتْلُ الْمُحِبِّ حَرَامٌ

ترجمہ: اور کتنے پتلی کمر والے ٹہنیوں کی مانند ہیں پس میں نے کہا ان سے اپنا نسب بیان کروں (پہلا مصرا)

تو اس نے جواب دیا: کہ نہیں ہے محب کا قتل حرام۔ (دوسرا مصرا)

وضاحت:اس شعر میں مَا کو عمل نہیں دیا گیا یہی وجہ ہے کہ حَرَامٌ کو مرفوع پڑھا گیا اگر مَا کو عمل دیا جاتا تو اس کو منصوب پڑھا جاتا۔

المقصد الثالث: تیسرا باب

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 06 باتیں بیان کی ہیں:

(01) تیسرا باب مجرورات کے بارے میں ہے یعنی ایسے اسماء کہ جو مجرور ہوتے ہیں اور وہ فقط مضاف الیہ ہے اور مضاف الیہ ہر وہ اسم ہے کہ جس کی طرف نسبت کی گئی ہوں کسی شے کی حرفِ جر کے واسطے سے خواہ حرف جر لفظاً ہو جیسے مَرَرْتُ بِزَيْدٍ (میں گزرا زید کے ساتھ) اور تعبیر کیا جاتا ہے اس ترکیب کو اصطلاح میں ان الفاظوں کے ساتھ کہ وہ جار مجرور رہیں۔

یا حرفِ جر تقدیراً (یعنی پوشیدہ) ہوتا ہے۔ جیسے غُلَامُ زَيْدٍ (زید کا غلام) یہ اصل میں غلام لِزید ہے۔ اور تعبیر کیا جاتا ہے (یعنی کہا جاتا ہے) اس ترکیب کو اصطلاح میں ان الفاظوں کے ساتھ کہ وہ مضاف اور مضاف الیہ ہیں۔

(02) واجب ہے مضاف کو خالی کرنا تنوین سے یا اس کے قائم مقام چیزوں سے اور وہ قائم مقام چیزیں تثنیہ اور جمع کا نون ہے جیسے جَاءَنِيْ غُلَامُ زَيْدٍ، غُلَامَا زَيْدٍ و مُسْلِمُوْ مِصْرٍ (آیا میرے پاس زید کا غلام یا زید کے دو غلام یا مصر کے مسلمان)۔

(03) اضافت کی اقسام:

اضافت کی دو قسمیں ہیں: معنوی اور لفظی۔

1. اضافتِ معنوی:

اضافتِ معنوی وہ ہے کہ جس میں مضاف، "صیغہ صفت" کے علاوہ کوئی دوسرا صیغہ ہو اور وہ مضاف ہو اپنے معمول کی طرف۔ یہ اضافت تین طرح کی ہوتی ہے:

یا تو لام کے معنی میں ہوتی ہے جیسے "غلامُ زَیدٍ" (زید کا غلام) یہ اصل میں "غلامٌ لِزَیدٍ" تھا۔

یا مِن کے معنی میں ہوتی ہے جیسے "خاتمُ فِضَّةٍ" (چاندی کی انگوٹھی)۔ یہ اصل میں "خاتمٌ من فِضَّةٍ" ہے۔

یا فِی کے معنی میں ہوتی ہے جیسے "صلاۃُ اللیلِ" (رات کی نماز)۔ یہ اصل میں "صلاۃٌ فی اللیلِ" ہے۔

اضافتِ معنویہ کا فائدہ:

اضافت معنویہ کا فائدہ یہ ہے کہ مضاف نکرہ ہو تو معرفہ ہو جائے گا اگر اس کی اضافت کسی معرفہ کی طرف کی گئی ہو جیسے غلامُ زَیدٍ۔

یا مضاف نکرہ مخصوصہ بن جائے گا اگر اس کی اضافت کسی نکرہ کی طرف کی گئی ہو جیسے غلامُ رجلٍ پہلی مثال میں غلام معرفہ ہو گیا جبکہ دوسری مثال میں نکرہ مخصوصہ بن گیا۔

اضافتِ لفظیہ:

اضافتِ لفظیہ یہ ہے کہ "صیغۂ صفت" مضاف ہو اپنے معمول کی طرف۔ اور یہ اضافتِ لفظیہ "تقدیراً انفصال" ہے جیسے ضاربُ زَیدٍ (زید کا مارنا) اور حَسَنُ الوجهِ (اچھے چہرے والا) پہلی مثال میں صیغۂ صفت "ضاربُ" اسم فاعل اور دوسری مثال میں صیغۂ صفت "حَسَنُ" صفت مشبہ مضاف ہے اپنے معمول کی طرف۔

نوٹ: تقدیرًا انفصال سے مراد یہ ہے کہ اضافت لفظیہ میں مضاف اور مضاف الیہ حقیقتاً مضاف اور مضاف الیہ نہیں ہوتے، بلکہ اسمِ فاعل اور فاعل یا اسمِ مفعول اور نائب الفاعل وغیرہ ہوتے ہیں!

اضافت لفظیہ کا فائدہ:

اس کا فائدہ فقط یہ ہے کہ لفظوں میں تخفیف ہوتی ہے۔

(04) یائے متکلم کی طرف اضافت کے قواعد:

جان لیجیے کہ جب اضافت کی جائے اسمِ صحیح کی یا قائم مقام صحیح کی "یائے متکلم" کی طرف، تو اس اسم کو کسرہ (زیر) دے دیں گے اور یاء کو ساکن کر دیں گے یا یاء کو فتح دے دیں جیسے غُلَامِي / غُلَامِيَ (میرا غلام)، دَلْوِي / دَلْوِيَ (میرا ڈول) اور ظَبْيِي / ظَبْيِيَ (میری ہرن)۔

الفِ مقصورہ کی صورت میں:

اور اگر اس اسم کے آخر میں الفِ مقصورہ ہو تو اس کو باقی رکھیں گے جیسے: عَصَایَ (میری لاٹھی) اور رَحَایَ (میری چکی)۔

برخلاف امام ہذیل کے، ان کے نزدیک عَصِيَّ اور رَحِيَّ ہے (یعنی ان کے نزدیک الفِ مقصورہ کو ختم کر کے یاء میں تبدیل کر دیتے ہیں اور پھر یاء کا یاء میں ادغام کر دیتے ہیں)۔

اور اگر اسم کے آخر میں پہلے سے یاء ہو اور اس سے پہلے کسرہ ہو، تو یاء کا یاء میں ادغام کر دیں گے اور فتحہ (زبر) دے دیں گے دوسری یاء کو تاکہ دو ساکن نہ ملیں، جیسے ہم کہتے ہیں: اَلْقَاضِي کے بارے میں قَاضِيَّ (یہ اصل میں قَاضِيِيَ ہے)۔

اور اگر اس اسم کے آخر میں واؤ ہو تو اور ماقبل ضمہ ہو تو واؤ کو یاء سے بدل دیں گے اور پھر وہی عمل کریں گے جو ماقبل میں کیا تھا۔ یعنی یاء کا یاء میں ادغام کر دیں گے جیسے مُسلِمِيَّ (یہ اصل میں مُسلِمُونَ یَ تھی تھا پھر نون گرا اضافت کی وجہ سے اور واؤ کو یاء سے بدل دیا پھر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا تو یہ مُسلِمِيَّ ہو گیا۔

(05) اسماءستہ:

اس مقام پر اسماءستہ سے مراد یہ (اَبٌ، اَخٌ، حَمٌ، هَنٌ، فوه، ذُو) چھ اسماء ہیں کہ جب ان کو یاء متکلم کی طرف مضاف کر کے استعمال کیا جائے تو ان کا آخر ساکن ہو گا۔ جیسے اَبِي، اَخِي، هَنِي، فِيَّ (اکثر کے مطابق) اور فَمِي (بعض کے مطابق) (اس آخر والے اسم کو پڑھنے کے دو طریقے ہیں) اور ذُو مضاف نہیں ہوتا یاء ضمیر کی طرف ذُو کا معاملہ الگ ہے اور ذُو ہمیشہ اسم ظاہر کی طرف ہی مضاف ہوتا ہے کسی ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا۔ اور کسی کہنے والے کا یہ کہنا اِنَّما يَعرِفُ ذَاالفَضلِ مِنَ النَّاسِ ذَوُوهُ (ترجمہ: بے شک پہچانتے ہیں فضل والے لوگ فضل والے کو ہی لوگوں میں سے)۔ (اس شعر میں لفظ ذُو ہاء ضمیر کی طرف مضاف ہے یہ شاذ ہے)۔

(06) اسماءِستہ مضاف نہ ہوں:

اور جب تو منقطع کر دے اضافت سے ان اسماء کو (یعنی یہ اسماء مضاف نہ ہوں) تو پھر تو کہے گا اَبٌ، اَخٌ، حَمٌ، هَنٌ، فَمٌ، ذُو اور ذُو بغیر اضافت کے استعمال نہیں ہوتا۔ یہ تمام تر تفصیل اس وقت ہے کہ جب اضافت کے وقت حرف جر کو حذف کر دیا گیا ہو۔

خاتمہ

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 04 باتیں بیان کی ہیں:

(01) خاتمہ توابع کے بارے میں ہے پس جان لیجیے کہ جو اسماء معربہ گزر چکے ہیں ان کا اعراب اصلی تھا اس طور پر کہ داخل ہوتے ان سب پر عوامل (یعنی مرفوعات اور منصوبات اور مجرورات) اور ان کو اعراب دیتے ہیں۔

(02) البتہ توابع وہ ہیں کہ جن میں اسم کا اعراب ماقبل کی پیروی کے سبب ہوتا ہے اور ان کو نام دیا جاتا ہے "تابع" کا کیونکہ یہ تابع ہوتے ہیں ماقبل کے اعراب میں۔

(03) **تابع کی تعریف:** تابع ہر وہ دوسرا (کلام میں) اسم ہے کہ جو ماقبل کے اعراب کے ساتھ ہوں اور دونوں اسموں پر اعراب ایک ہی جہت سے آیا ہوں۔

(04) اور توابع کی پانچ (۵) اقسام ہیں جو کہ یہ ہیں:

۱۔ صفت (نعت)

۲۔ عطف بالحرف

۳۔ تاکید

۴۔ بدل

۵۔ عطف بیان

فصل صفت کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 05 باتیں بیان کی ہیں:

(01) صفت کی تعریف:

صفت وہ تابع ہے کہ جو دلالت کرے ایسے معنی (چیز) پر کہ جو اس کے متبوع میں ہوں جیسے جاءنی رجل عالم (آیا میرے پاس عالم مرد) (صفت کی اس پہلی قسم کو صفت حقیقی کہتے ہیں) یا وہ معنی (چیز) متبوع کے متعلق میں ہو (صفت کی اس دوسری قسم کو صفت سببی کہتے ہیں) جیسے جاءنی رجل عالم ابوہ (آیا میرے پاس ایسا مرد کہ جس کے والد عالم ہیں)۔ اور صفت کو نعت بھی کہتے ہیں۔

نوٹ: موصوف کا جو اعراب ہوتا ہے صفت کا بھی وہی اعراب ہوتا ہے۔

(02) مطابقت:

پہلی قسم کی صفت مطابقت رکھتی ہے اپنے متبوع سے دس چیزوں میں اور وہ دس چیزیں یہ ہیں (1) رفع (2) نصب (3) جر (4) تعریف (معرفہ) (5) تنکیر (نکرہ) (6) افراد (7) تثنیہ (8) جمع (9) مذکر (10) مونث جیسے (جاءنی رجل عالم و رجلان عالمان و رجال عالمون وزید العالم و امراۃ عالمۃ)۔

نوٹ: البتہ پہلی قسم میں ایک وقت میں مذکورہ 10 میں سے 04 ہی پائی جائیں گی جیسے اس مثال (رجل عالم) میں (دونوں مرفوع) ہیں اور (دونوں نکرہ) ہیں اور (دونوں مفرد) ہیں اور (دونوں مذکر) ہیں۔ اسی طرح بقیہ مثالوں میں بھی ہے۔

صفت کی قسمِ ثانی مطابقت رکھتی ہے اپنے متبوع سے پہلی پانچ چیزوں میں اور وہ یہ ہیں:

(1)رفع (2) نصب (3) جر (4) تعریف (معرفہ) (5) تنکیر (نکرہ) جیسے اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا (اس بستی کے اہل ظالم ہیں) اس مثال میں الْقَرْيَةِ موصوف ہے اور الظَّالِمِ صفت ہے۔

نوٹ: البتہ دوسری قسم میں ایک وقت میں مذکورہ 05 میں سے 02 ہی پائی جائیں گی جیسے مذکورہ مثال (الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ) میں دونوں کا اعراب ایک ہے یعنی (دونوں مجرور) ہیں اور (دونوں معرفہ) ہیں۔ لہذا یہاں پانچ میں سے فقط دو چیزیں پائی جارہی ہیں۔

(03) صفت کے فوائد:

☆منعوت (یعنی موصوف) کو تخصیص حاصل ہو جاتی ہے اگر موصوف اور صفت دونوں نکرہ ہوں جیسے جَاءَنِي رَجُلٌ عَالِمٌ (آیا میرے پاس عالم مرد)۔

☆اور منعوت کی وضاحت ہو جاتی ہے اگر دونوں معرفہ ہوں جیسے جاءنی رجل الفاضل (آیا میرے پاس فاضل مرد)۔

☆اور کبھی صفت محض ثناء اور مدح کیلئے ہوتی ہے۔ جیسے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

☆اور کبھی مذمت کے لیے ہوتی ہے جیسے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔

☆اور کبھی تاکید کے لیے ہوتی ہے جیسے نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ (ایک پھونک)۔

(04) نکرہ کی صفت جملہ خبریہ:

اور جان لیجیے کہ نکرہ کی صفت لائی جاتی ہے جملہ خبریہ کے ساتھ جیسے مررت برجل ابوہ عالم (میں گزرا ایسے مرد کے ساتھ کہ جس کے والد عالم ہیں) اور مررت برجل قام ابوہ (میں گزرا ایسے مرد کے ساتھ کہ

کھڑے تھے اس کے والد) پہلی مثال میں رجل نکرہ ہے اور موصوف ہے اور بعد والا جملہ خبریہ ابوہ عالم صفت ہے اور دوسری مثال میں رجل نکرہ ہے اور موصوف ہے اور بعد والا جملہ خبریہ قام ابوہ صفت ہے۔

(05) ضمیر کا صفت بننا:

ضمیر نہ موصوف بنتی ہے اور نہ ہی صفت۔

نوٹ: موصوف کو متبوع اور صفت کو تابع بھی کہتے ہیں۔

فصل حروفِ عطف﴿عطف بالحروف﴾کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 7 باتیں بیان کی ہیں:

(01) عطف بالحرف کی تعریف:

عطف بالحرف ایسا تابع ہے کہ اس کی طرف نسبت کی جاتی ہے اس چیز کی کہ جس چیز کی نسبت متبوع کی طرف کی گئی ہو۔ اور تابع اور متبوع دونوں مقصود بالنسبت ہوں (یعنی دونوں کی طرف نسبت کرنا کلام میں مقصود ہو) اور اس کو عطف النسق بھی کہتے ہیں۔

نوٹ: معطوف علیہ کا جو اعراب ہوتا معطوف کا بھی وہی اعراب ہوتا ہے۔

(02) شرط:

اس عطف کی شرط یہ ہے کہ تابع اور اس کے متبوع کے درمیان حروفِ عطف میں سے کوئی حرف ہوں۔ (اور عنقریب اس کا ذکر تفصیل سے آئے گا قسم ثالث میں ان شاء اللہ)۔

(03) مثال:

عطف بالحرف کی مثال: قَامَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو (کھڑا ہوا زید اور عمرو)۔

(04) ضمائر پر عطف:

جب ضمیرِ مرفوع متصل پر عطف کرنا ہو تو واجب ہے اس کی تاکید لانا ضمیرِ منفصل کے ساتھ جیسے ضَرَبْتُ أَنَا وَزَيْدٌ۔ اور اگر معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان فاصلہ آجائے تو تاکید لانا واجب نہیں۔ جیسے ضَرَبْتُ الْيَوْمَ وَزَيْدٌ (مارا میں نے آج کے دن اور زید نے)۔

اور جب عطف کرنا ہو ضمیرِ مجرور متصل پر تو واجب ہے حرفِ جر کا اعادہ کرنا جیسے مَرَرْتُ بِكَ وَ بِزَيْدٍ (میں گزرا تیرے ساتھ اور زید کے ساتھ)۔

(05)معطوف معطوف علیہ کے حکم میں:

جان لیجئے کہ معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے یعنی جب پہلا (یعنی معطوف علیہ)صفت ہو کسی شے کیلئے یا خبر ہو کسی معاملے کی یا صلہ ہو یا حال ہو تو معطوف بھی وہی ہو گا۔

(06)ضابطہ:

ضابطہ (قاعدہ):اس مقام پر یہ ہے کہ جہاں جائز ہوں معطوف کو رکھنا معطوف علیہ کی جگہ میں، تو وہاں عطف جائز ہو گا۔ اور جہاں جائز نہ ہو تو وہاں عطف بھی جائز نہ ہو گا۔

(07)دو مختلف عاملوں کے مختلف معمولوں پر عطف کرنا:

دو مختلف عاملوں کے مختلف معمولوں پر عطف کرنا ایک حرفِ عطف کے ذریعے جائز ہے بشر طیکہ معطوف علیہ میں مجرور اسم مقدم ہو اور یہی معاملہ معطوف میں بھی ہوں جیسے:فی الدارِ زیدٌ والحجرةِ عمروٌ (گھر میں زید ہے اور کمرے میں عمرو ہے)اس مثال میں الدارِ مجرور اسم مقدم ہے لہذا اس مثال میں یہ عطف جائز ہے۔

نوٹ:اس مسئلے میں دوسرے دو مذہب اور بھی ہیں اور وہ دونوں یہ ہیں:

۱)بغیر کسی شرط کے یہ عطف جائز ہے امام فراء کے نزدیك۔

۲)مطلقاً یہ عطف جائز نہیں ہے امام سیبوں کے نزدیك۔

فصل تاکید کے بیان میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 06 باتیں بیان کی ہیں:

(01) تاکید کی تعریف:

تاکید وہ تابع ہے کہ جو متبوع (مؤَکَّد) کی پختگی پر دلالت کرے اس چیز میں کہ جس کی نسبت متبوع کی طرف کی گئی ہے یا اس بات پر دلالت کرے کہ متبوع کے تمام افراد میں سے ہر فرد کو حکم شامل ہے۔

نوٹ: مؤَکَّد کا جو اعراب ہوتا ہے تاکید (مؤَکِّد) کا بھی وہی اعراب ہوتا ہے۔

(02) تاکید کی اقسام:

تاکید کی دو قسمیں ہیں:

تاکیدِ لفظی: وہ ہے کہ جو اول لفظ کی تکرار سے حاصل ہو جیسے: جَاءَ زَیْدٌ زَیْدٌ (آیا میرے پاس زید، زید) اور جَاءَ جَاءَ زَیْدٌ (آیا آیا زید)۔

تاکیدِ معنوی: وہ ہے کہ جو مخصوص متعدد الفاظ کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ الفاظ یہ ہیں: نَفْسٌ، عَیْنٌ، کِلَا، کِلْتَا، کُلٌّ، اَجْمَعُ، اَکْتَعُ، اَبْتَعُ، اَبْصَعُ۔

(03) ان الفاظوں کا استعمال:

☆ نَفْسٌ اور عَیْنٌ: یہ دونوں واحد تثنیہ اور جمع دونوں کیلئے استعمال ہوتے صیغے اور ضمیر کی تبدیلی کے ساتھ۔ جیسے جاءنی زیدٌ نفسُہٗ / الزیدانِ اَنْفُسُھما یا الزیدان نفسُھما / الزیدون اَنْفُسُھم (آیا میرے پاس ایک زید ہی / دو

زید ہی / سارے زید ہی)۔ اسی طرح عَيْنُهُ اور اَعْيُنُهُما یاعَيْنُهُما اور اَعْيُنُهُم ہے۔ اور اسی طرح مونث کے ساتھ مونث کی ضمیر لائیں گے جیسے جاءتنی هندٌ نفسُها / الهندانِ اَنْفُسُهُما یا نفسُهُما / الهندات اَنْفُسُهُنَّ وغیرہ۔

☆ كِلَا اور كِلْتَا: یہ دونوں خاص طور پر تثنیہ (دو) کی تاکید کے لیے استعمال ہوتے ہیں: مذکر کے لیے: قَامَ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا (کھڑے ہوئے وہی دو مرد) مونث کے لیے: قَامَتِ الْمَرْأَتَانِ كِلْتَاهُمَا (کھڑی ہوئیں وہی دو عورتیں)۔

☆ كُلّ، اَجْمَعُ، اَكْتَعُ، اَبْتَعُ، اَبْصَعُ: یہ تمام تثنیہ کے علاوہ (یعنی واحد اور جمع) کی تاکید کے لیے آتے ہیں۔ "كُلّ" میں ضمیر بدلتی ہے اور بقیہ میں صیغے تبدیل ہوتے ہیں۔ جیسے: جَاءَنِي الْقَوْمُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ، اَكْتَعُوْنَ، اَبْتَعُوْنَ، اَبْصَعُوْنَ (آئی میرے پاس پوری کی پوری قوم) اور مونث کے لیے: قَامَتِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ جُمَعُ، كُتَعُ، بُتَعُ، بُصَعُ (کھڑی ہوئیں تمام کی تمام عورتیں)۔

(04) ضمیر کی تاکید 'نفس' یا 'عین' سے:

جب آپ ارادہ کریں ضمیر مرفوع متصل کی تاکید کا "نفس" یا "عین" کے ذریعے تو واجب ہے پہلے اس کی تاکید لانا ضمیر مرفوع منفصل سے جیسے: ضَرَبْتَ اَنْتَ نَفْسُكَ۔

(05) 'كُلّ' اور 'اجمع' کے ذریعے:

تاکید نہیں لائی جائی گی 'كُلّ' اور 'اجمع' کے ذریعے مگر اسی کی کہ جس کے اجزاء اور حصے ہوں اور صحیح ہوں ان کا جدا ہونا حِسي (حقیقی) طور پر جیسے القوم کی تاکید لانا ان سے صحیح ہے (کیونکہ قوم کے حصے ہو سکتے ہیں) یا حکماً حصے ہو سکتے ہوں جیسے اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ (میں نے پورا غلام خریدا) یہاں غلام کے خریدنے میں غلام کے حصے ہو سکتے ہیں اور تم نہیں کہہ سکتے اکرمت العبد كله کیونکہ تعظیم کے حصے نہیں ہو سکتے۔

(06)جان لیجئے کہ اَکْتَعُ، اَبْتَعُ، اَبْصَعُ وغیرہ سب اَجْمَعُ کے تابع ہیں۔ ان کا ذکر 'اجمع' کے بغیر کرنا یا انہیں 'اجمع' پر مقدم کرنا (پہلے لانا) جائز نہیں ہے۔

فصل بدل کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 03 باتیں بیان کی ہیں:

(01) بدل کی تعریف:

بدل ایسا تابع ہے کہ نسبت کی جاتی ہے اس کی طرف اس چیز کی کہ جس کی نسبت متبوع کی طرف کی گئی ہو (یعنی متبوع کی طرف جس چیز کی نسبت ہو، اسی چیز کی نسبت بدل کی طرف بھی ہو گی) اور بدل مقصود بالنسبت ہوتا ہے نہ کہ اس کا متبوع (یعنی متبوع کی طرف نسبت کرنا مقصود نہیں ہوتا)۔

نوٹ: مقصود بالنسبت کا مطلب یہ ہے کہ جس کی طرف نسبت کرنے کا ارادہ کیا گیا ہوں۔

نوٹ: مبدل منہ کا جو اعراب ہوتا ہے بدل کا بھی وہی اعراب ہوتا ہے۔

(02) بدل کی اقسام:

بدل کی چار اقسام ہیں:

(1) بدلِ کل: وہ ہے کہ جس کا مدلول (یعنی جس پر دلالت ہو رہی ہو) وہی ہوتا ہے کہ جو متبوع کا مدلول ہوتا ہے جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ اَخُوْكَ (آیا میرے پاس تیرا بھائی زید)۔ اس مثال میں زَیْدٌ مبدل منہ ہے اور اَخُوْكَ بدلِ کل ہے اور لفظِ زید جس ذات پر دلالت کر رہا ہے لفظِ اخوك بھی اسی ذات پر دلالت کر رہا ہے لہٰذا دونوں کا مدلول ایک ہی ہے۔

②بدلِ بعض: وہ ہے کہ جس کا مدلول متبوع کے مدلول کا جز ہو جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا رَأْسَهُ (میں نے زید کے سر پر مارا)۔ اس مثال میں زَيْدًا مبدل منہ ہے اور بدل رَأْسَهُ ہے اور لفظِ زید جس ذات پر دلالت کر رہا ہے لفظ رَأْسَهُ اسی ذات کے جز پر دلالت کر رہا ہے۔

③بدلِ اشتمال: وہ ہے کہ جس کا مدلول متبوع کا متعلق ہو جیسے: سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهُ (چھین لیا گیا زید کا کپڑا)۔ اس مثال میں زَيْدٌ بدل منہ ہے اور ثَوْبُهُ بدل اشتمال ہے اس مثال میں لفظِ زید جس ذات پر دلالت کر رہا ہے لفظ ثَوْبُهُ اسی ذات (یعنی زَيْدٌ) کے متعلق (کپڑے) پر دلالت کر رہا ہے۔

④بدلِ غلط: وہ ہے کہ جس کو ذکر کیا گیا ہوں غلطی کے بعد جیسے: جَاءَنِي زَيْدٌ جَعْفَرٌ (آیا میرے پاس زید، نہیں بلکہ جعفر) اس مثال میں زَيْدٌ مبدل منہ ہے اور جعفر بدلِ غلط ہے اس مثال میں زید کو غلطی سے ذکر کر دیا گیا تھا پھر فوراً ہی غلطی کے ازالے کے لیے جعفر کو ذکر کر دیا گیا۔

دوسری مثال: رَأَيْتُ رَجُلًا حِمَارًا (میں نے دیکھا ایک آدمی کو، نہیں بلکہ گدھے کو)۔

(03) بدل کی صفت لانا:

بدل اگر نکرہ ہوں معرفہ سے (یعنی بدل نکرہ ہوں اور مبدل منہ معرفہ ہوں)، تو واجب ہے بدل کی صفت لانا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۙ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ (ترجمہ تو ہم ضرور پیشانی کے بال پکڑ کر کھیچیں گے وہ پیشانی جو جھوٹی اور خطا کار ہے) اس آیت میں الناصية مبدل منہ ہے اور معرفہ ہے اور ناصية نکرہ ہے اور بدل ہے لہٰذا تب اس کی صفت کاذبة لائی گی۔

اور جب اس کا الٹ معاملہ ہو (یعنی مبدل منہ نکرہ ہو اور بدل معرفہ ہو) یا دونوں برابر ہو (یعنی دونوں معرفہ ہوں یا دونوں نکرہ ہوں) تو بدل کی صفت لانا واجب نہیں ہے۔

فصل عطفِ بیان کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 02 باتیں بیان کی ہیں:

(01) عطفِ بیان کی تعریف:

عطفِ بیان وہ تابع ہے جو صفت نہیں ہوتا اور واضح کرتا ہے اپنے متبوع کو۔ اور عطفِ بیان ایک شے کے دو ناموں میں سے زیادہ مشہور نام ہوتا ہے جیسے "قامَ اَبُوحَفْصٍ عُمَرُ" (کھڑے ہوئے ابو حفص عمر) اور قام عبد اللہ بن عمر (کھڑے ہوئے عبد اللہ بن عمر)۔ پہلی مثال میں اَبُو حَفْصٍ مبین ہے اور عُمَرُ عطفِ بیان ہے اور دوسری مثال میں عبد اللہ مبین ہے اور عمر عطفِ بیان ہے۔

نوٹ: مبین کا جو اعراب ہوتا ہے عطف بیان کا بھی وہی اعراب ہوتا ہے۔ اور مبین کو متبوع اور عطف بیان کو تابع کہتے ہیں۔

(02) عطفِ بیان اور بدل الگ الگ ہیں:

عطفِ بیان میں التباس (یعنی مشابہت) نہیں ہے بدل کے ساتھ لفظی اعتبار سے (یعنی دونوں الگ الگ ہیں ایک نہیں ہیں) البتہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ "دونوں ایک ہی ہیں" اور "جہاں ایک کلمہ بدل بن سکتا ہو وہاں اس کو عطف بیان بھی بنا سکتے ہیں اور جہاں ایک کلمہ عطف بیان بن رہا ہو اس کو بدل بھی بنا سکتے ہیں" ان کا یہ کہنا غلط ہے جیسے ایک شاعر کے شعر میں بھی یہ فرق واضح ہے اور وہ شعر یہ ہے:

أَنَا ابْنُ التَّارِكِ الْبَكْرِيِّ بِشْرٍ..................عَلَيْهِ الطَّيْرُ تَرْقُبُهُ وُقُوْعًا

ترجمہ: میں بکری بشر کو قتل کر کے چھوڑنے والے (پھینکنے والے) کا بیٹا ہوں، اس حال میں کہ پرندے انتظار کر رہے ہیں اس پر گرنے کا۔

وضاحت:* اس شعر میں "بشر" عطفِ بیان ہے اور "البکری" اس کا مبین ہے۔

یہاں "بشر" کو بدل اور "البکری" کو مبدل منہ نہیں بنا سکتے، کیونکہ بدل تکرارِ عامل کے حکم میں ہوتا ہے یعنی بدل بنانے کی صورت میں مکمل محذوف عبارت یہ تسلیم کرنا پڑے گی "التارك البكری التارك بشر" اور یہ غلط ہو گا کیونکہ "التارك بشر" کہنا صحیح نہیں ہے الضارب زيد کی طرح، الضارب زيد کہنا اس لیے صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں اضافت لفظیہ ہے اور جب اضافت لفظیہ ہوتی ہے تو وہاں تخفیف کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور الضارب زيد میں کچھ بھی تخفیف حاصل نہیں ہوئی،

اور یہی معاملہ التارك بشر میں ہو گا کہ اس میں بھی کوئی تخفیف حاصل نہیں ہو گی لہذا اس کو کہنا بھی الضارب زيد کی طرح صحیح نہیں ہے،

تو نتیجہ یہ نکلا کہ بشر کو بدل نہیں بنا سکتے فقط عطفِ بیان ہی بنائیں گے اور اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بدل اور عطف بیان دونوں الگ الگ چیزیں ہیں دونوں ایک نہیں ہیں۔

الباب الثانی: دوسرا باب مبنی کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 05 باتیں بیان کی ہیں:

(01) مبنی الاصل:

وہ اسم ہے کہ جو غیر مرکب (یعنی ملے بغیر) ہو غیر کے ساتھ (یعنی دوسرے کلمے کے ساتھ ملے بغیر تنہا واقع ہو) تو وہ مبنی الاصل ہے جیسے ا، ب، ت، ث اور اَحَدٌ اور اِثْنَانِ اور ثَلَاثَةٌ اور جب لفظِ "زید" تنہا ہوں کسی دوسرے کلمہ سے ملے بغیر، یہ تمام کے تمام بالفعل مبنی علی السکون ہیں اور معرب بالقوۃ ہیں۔ یعنی ابھی سب کے سب مبنی ہیں اور ان پر آخر میں سکون ہے لیکن جب یہ دوسرے کلمے کے ساتھ مل کر استعمال ہونگے تو معرب بن جائیں گے۔

(2) مشابہ مبنی الاصل:

یا وہ اسم مشابہ ہو مبنی الاصل کے، اس طرح کہ وہ دلالت کرنے میں اپنے معنی پر محتاج ہو کسی قرینے کا جیسے اسمائے اشارہ میں سے هٰؤُلَاءِ اور اس کی مثل دیگر اسمائے اشارہ۔

یا وہ کلمہ تین حروف سے کم حروف پر مشتمل ہوں جیسے ذَا اور مَنْ۔

یا وہ اسم شامل ہو حرف کے معنی کو جیسے اَحَدَ عَشَرَ سے لے کر تِسْعَةَ عَشَرَ تک کے اسمائے اعداد۔ ان سب میں درمیان میں حرفِ عطف چھپا ہوا ہے یہ اصل میں اس طرح ہیں اَحَدٌ وَعَشَرٌ اور اسی طرح دیگر کو قیاس کر لیں۔

نوٹ: عبارت کا یہ جملہ (اسم شامل ہو حرف کے معنی کو) اس سے یہاں یہی مراد ہے کہ کوئی حرف چھپا ہوا ہو جیسے کہ مذکورہ مثال میں واضح بھی کیا گیا ہے۔

یہ دوسری قسم کے مبنی اصلاً بالکل بھی معرب نہیں ہوتے اور ان کو مشابہ مبنی الاصل کہتے ہیں جبکہ پہلی قسم کو مبنی الاصل کہتے ہیں۔

(03) مبنی کا حکم:

مبنی کا حکم یہ ہے کہ مختلف نہیں ہوتا اس کا آخر عوامل کے مختلف ہونے سے۔

(04) مبنی کی حرکات کا نام:

اور اس کی حرکات کو نام دیتے ہیں ضمہ فتحہ اور کسرہ کا اور اس کے سکون کو وقف کہتے ہیں۔

(05) مشابہ مبنی الاصل کی اقسام:

اور مشابہ مبنی الاصل کی آٹھ 8 اقسام ہیں:

1) ضمیریں

2) اسمائے اشارہ

3) اسماء موصولات

4) اسمائے افعال

5) اسمائے اصوات

6) مرکبات

7) کنایات

8) بعض ظروف

فصل ضمیر کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 06 باتیں بیان کی ہیں:

(01) ضمیر کی تعریف:

ضمیر وہ اسم ہے کہ جس کو وضع کیا گیا ہے اس لیے کہ وہ دلالت کرے ایسے متکلم، مخاطب یا غائب پر کہ جس کا ذکر لفظاً یا معنیً یا حکماً پہلے گزر چکا ہوں۔

(02) ضمیر کی اقسام:

ضمیر کی دو قسمیں ہیں: متصل اور منفصل،

متصل: وہ ہے کہ جس کو استعمال نہیں کیا جاتا تنہا۔

وہ یا تو مرفوع ہوگی جیسے ضَرَبْتُ سے ضَرَبْنَ تک کی ضمائر۔

یا منصوب ہوگی جیسے ضَرَبَنِیْ سے ضَرَبَنَا تک کی ضمائر۔ اور اِیَّایَ سے اِیَّانَا تک کی ضمائر۔

یا مجرور ہوگی جیسے غُلَامِیْ اور لِی سے لے کر غُلَامِهِنَّ اور لَهُنَّ تک کی ضمائر۔

منفصل: وہ ضمیر ہے کہ جو استعمال ہوتی ہے تنہا۔

وہ یا تو مرفوع ہوگی جیسے اَنَا سے هُنَّ تک کی ضمائر۔

یا منصوب ہوگی جیسے اِیَّایَ سے اِیَّاهُنَّ تک کی ضمائر۔

یہ ٹوٹل 60 ضمیریں ہو گئیں۔

(03) پوشیدہ ضمائر:

جان لیجئے کہ ضمیر مرفوع متصل خاص طور پر پوشیدہ ہوتی ہے ماضی کے واحد مذکر غائب اور واحد مونث غائب میں جیسے ضَرَبَ اس میں هُوَ ضمیر مرفوع متصل پوشیدہ ہے اور ضَرَبَتْ میں هِیَ۔

اور مضارع کے متکلم کے صیغوں میں مطلقاً (یعنی دونوں صیغوں میں ہمیشہ) ہوتی ہے جیسے اَضْرِبُ میں اَنَا اور نَضْرِبُ میں نَحْنُ۔ اور اسی طرح مضارع کے مخاطب (یعنی واحد مذکر حاضر) کے صیغے میں بھی ہمیشہ ہوتی ہے جیسے تَضْرِبُ میں اَنْتَ اور مضارع کے غائب اور غائبہ (یعنی واحد مذکر غائب اور واحد مونث غائب) میں بھی ہوتی ہے (بشرطیکہ آگے فاعل نہ لکھا ہوا ہو) جیسے یَضْرِبُ میں هُوَ اور تَضْرِبُ میں هِیَ۔

اور صفت کے صیغوں (یعنی اسم فاعل، اسم مفعول، اسمِ تفضیل، صفتِ مشبہ، اسمِ آلہ، اسمِ ظرف، اسمِ مبالغہ) میں مطلقاً (یعنی ہمیشہ) ضمیر چھپی ہوئی ہوتی ہے۔

نوٹ: فعلِ امر اور فعلِ نہی کا حال ضمائر کے معاملے میں مضارع کی طرح ہے!

(04) ضمیر منفصل کب لائیں گے:

جائز نہیں ہے ضمیرِ منفصل کو استعمال کرنا مگر جب متصل کو لانا متعذر ہوں جیسے اِیَّاكَ نَعْبُدُ (تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں) یہاں اگر منفصل کے بجائے متصل ضمیر لا کر یوں کہا جائے نَعْبُدُكَ تو حصر فوت ہو جائے گا اور جیسے مَا ضَرَبَكَ اِلَّا اَنَا (نہیں مارا تجھے مگر میں نے) یہاں اگر ضمیر متصل لا کر اور نفی اور استثناء کو ختم کر کے یوں کہیں ضَرَبْتُكَ (میں نے مارا تجھے) تو تخصیص ختم ہو جائے گی۔

اور جیسے اَنَازَیْدٌ یہاں بھی ضمیر متصل نہیں لا سکتے۔ کیونکہ ضمیر متصل اپنے عامل سے ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اور یہاں ضمیر کا عامل فقط ابتداء ہے جو معنوی ہے یعنی لفظوں میں نہیں ہے تو یہاں عامل معنوی ہے اگر ضمیر کو

متصل کرنا بھی چاہیں تو کس کے ساتھ متصل کریں گے ؟ کوئی ایسا کلمہ ہی نہیں ہے کہ جس کے ساتھ متصل کیا جائے لہذا متصل کر ہی نہیں سکتے لہٰذا اب بھی متصل ضمیر نہیں لاسکتے اور پھر منفصل ضمیر اَنَا لے کر آئیں۔

اور جیسے ما اَنْتَ اِلَّا قَائِمًا (اور آپ نہیں ہو مگر کھڑے ہوئے) اس مثال میں اَنْتَ ضمیر مرفوع منفصل ہے اور ضمیر مرفوع متصل حرف کے ساتھ متصل نہیں ہوتی اور یہاں اس مثال میں اَنْتَ سے متصل مَا ہے جو کہ حرف ہے لہذا اب ہی یہاں ضمیر مرفوع متصل نہیں لاسکتے اور ضمیر منفصل لے کر آئیں۔

(05) ضمیرِ شان اور ضمیرِ قصہ:

اور جان لیجیئے کہ ایک ضمیر ایسی بھی ہے کہ جو واقع ہوتی ہے جملے سے پہلے اور پھر بعد کا جملہ اس کی تفسیر کرتا ہے۔اس ضمیر کو ضمیرِ شان کہیں گے جبکہ وہ ضمیر مذکر ہو اور اس طرح کی ضمیر کو ضمیرِ قصہ کہیں گے جبکہ وہ ضمیر مؤنث ہو جیسے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (کہہ دیجیئے کہ وہ اللہ ایک ہے) یہاں هُوَ ضمیرِ شان ہے اور جیسے اِنَّهَا زَيْنَبُ قَائِمَةٌ (بیشک وہ زینب کھڑی ہے) یہاں ها ضمیرِ قصہ ہے۔

(06) ضمیرِ فصل:

اور کبھی داخل ہوتا ہے مبتداء اور خبر کے درمیان صیغہ مرفوع منفصل (یعنی ضمیر مرفوع منفصل) جو مطابق ہوتا ہے مبتداء کے بشرطیکہ خبر معرفہ ہو یا خبر اسمِ تفضیل کا صیغہ ہو کہ جو مِنْ کے ساتھ استعمال ہوا ہو۔اس ضمیر کو فصل (یا ضمیرِ فصل) کہتے ہیں کیونکہ یہ ضمیر خبر کے "خبر یا صفت" ہونے کے درمیان فیصلہ کر دیتی ہے جیسے زَيْدٌ هُوَ قَائِمٌ (زید وہ کھڑا ہے) اس مثال میں هُوَ ضمیرِ فصل ہے کہ جس نے بتادیا کہ بعد والا قَائِمٌ صفت نہیں ہے بلکہ خبر ہے،

اور جیسے كَانَ زَيْدٌ هُوَ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو (زید وہ افضل تھا عمرو سے) یہاں هُوَ ضمیر فصل ہے کہ جو بتارہی ہے کہ افضل خبر ہے نہ کہ صفت،

اور جیسے كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ (تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا) یہاں اَنْتَ ضمیرِ فصل ہے کہ جو بتا رہی ہے کہ الرقیب خبر ہے نا کہ صفت۔

فصل اسمائے اشارہ کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 05 باتیں بیان کی ہیں:

(01) اسمائے اشارہ کی تعریف:

اسمائے اشارہ وہ ہیں کہ جن کو وضع کیا گیا ہے اس لیے کہ وہ دلالت کریں مشار الیہ پر۔

(02) اسمائے اشارہ:

اور وہ اسمائے اشارہ پانچ الفاظ ہیں چھ معانی (چیزوں) کے لیے، اور وہ یہ ہیں:

☆ ذَا واحد مذکر کے لیے۔

☆ ذَانِ اور ذَین تثنیہ مذکر کے لیے۔

☆ تا (اور اس کی مثل یہ الفاظ: تِی، ذِی، تِه، ذِه، تِهی اور ذِهی) واحد مؤنث کے لیے۔

☆ تَانِ اور تَین تثنیہ مؤنث کے لیے۔

☆ أولاءِ (الف ممدودہ کے ساتھ) اور اسی طرح الف مقصورہ کے ساتھ یعنی أُولی جمع مذکر اور جمع مؤنث کے لیے۔

(3) شروع میں ھاء تنبیہ:

اور ملا دیا جاتا ہے ان کے شروع میں ھاء تنبیہ کے لیے، تو یہ ہو جاتے ہیں اس طرح: ھذا اور ھذانِ اور ھؤلاء۔

(4) آخر میں حرف خطاب:

اور متصل ہوتا ہے اِن اسمائے اشارہ کے آخر میں حرفِ خطاب بھی۔ اور حروفِ خطاب بھی پانچ ہیں چھ معانی (چیزوں) کے لیے اور وہ یہ ہیں:

كَ، كما، كُم، كِ، كُنّ۔ پس جب پانچ اسمائے اشارہ کو پانچ حروفِ خطاب میں ضرب دیں گے تو یہ پچیس (25) ہو جائیں گے اور وہ یہ ہیں:

☆ ذاكَ، ذاكما، ذاكم، ذاكِ، ذاكنّ۔

☆ ذانِكَ، ذانِكما، ذانِكم، ذانِكِ، ذانِكنّ۔

☆تاكَ، تاكما، تاكم، تاكِ، تاكنّ۔

☆تانِكَ، تانِكما، تانِكم، تانِكِ، تانِكنّ۔

☆أُولٰئِكَ، أُولٰئِكما، أُولٰئِكم، اولٰئكِ، اولٰئكنّ۔

(05) اسمائے اشارہ قریب و متوسط و بعید:

جان لیجیے کہ ذَا قریب کے لیے ہے (یعنی قریب شے کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ہے) اور ذَالكَ بعید کے لیے اور ذاكَ متوسط کے لیے۔

فصل اسماءِ موصولہ کے بارے میں

سوال: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے کتنی باتیں بیان کی ہیں؟

جواب: مذکورہ باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے 7 باتیں بیان کی ہیں:

(01) موصول:

وہ اسم ہے کہ جو صلاحیت نہیں رکھتا کہ وہ بن سکے "مکمل جز" جملہ کا مگر اپنے بعد والے صلہ کے ساتھ (مل کر جملہ کا مکمل جز بن جاتا ہے)۔

(02) صلہ:

صلہ ایسا جملہ خبریہ ہوتا ہے کہ جو اسمِ موصول کے بعد آتا ہے اور ضروری ہے اس میں عائد (ضمیر) کا ہونا جو لوٹے موصول کی طرف، اس کی مثال یہ ہے ہمارے اس قول میں: جَاءَ الَّذِیْ اَبُوْہُ قَائِمٌ (آیا وہ کہ جس کے والد کھڑے ہیں) یا جَاءَ الَّذِیْ قَامَ اَبُوْہُ (آیا وہ کہ جس کے والد کھڑے ہیں)۔ البتہ دونوں مثالوں میں الَّذِیْ اسم موصول ہے اور پہلی مثال اَبُوْہُ قَائِمٌ جملہ خبریہ صلہ اور دوسری مثال میں قَامَ اَبُوْہُ جملہ خبریہ صلہ ہے۔

(03) اسمائے موصولہ یہ ہیں:

الذی واحد مذکر کے لیے، اللذان اور اللذین تثنیہ مذکر کے لیے، التی واحد مونث کیلئے اللتان اور اللتین تثنیہ مونث کیلئے، الذین اور اَلاُلٰی جمع مذکر کیلئے اور اَللّاتی اور اَللَّواتی اور اَللَّاء اور اَللَّائی جمع مونث کیلئے اور مَا اور مَنْ سب کیلئے (یعنی واحد، تثنیہ و جمع اور مذکر و مونث سب کیلئے) اور اَیٌّ اور اَیَّۃٌ (اَیٌّ بمعنی الذی واحد مذکر کیلئے اور اَیَّۃٌ بمعنی التی واحد مونث کیلئے)۔

(04) ذُو بنو طی کے مطابق:

اور ذُو بمعنی الذی بنو طی کی لغت میں ہے جیسے شاعر کے اس کہنے میں:

فَاِنَّ الْمَاءَ مَاءُ اَبِیْ وَ جَدِّیْ وَ بِئْرِیْ ذُوْ حَفَرْتُ وَ ذُوْ طَوَیْتُ

(بے شک پانی میرے باپ اور دادا کا پانی ہے اور میرا کنواں ہے کہ جس کو میں نے کھودا اور جس کی میں نے منڈیر بنائی)۔

اس شعر میں ذُو (اَلَّذِی) کے معنی میں ہے دونوں مقام پر اور اصل عبارت یہ ہے الذی حفرتُ الذی طویتُ۔

(05) الف لام بمعنی الذی:

اور الف لام بمعنی الذی استعمال ہوتا ہے اور ان کا صلہ اسم فاعل اور اسم مفعول ہی ہوتا ہے جیسے جَاءَنِیْ الضَّارِبُ زَیْدًا (آیا میرے پاس وہ کہ جس نے مارا زید کو) یہ اصل میں اَلَّذِیْ یَضرِبُ زَیْدًا ہے لہذا اس مثال میں الضَّارِبُ کا الف لام الَذی کے معنی میں ہے اور ضارب جو کہ اسم فاعل ہے اور یضرب کے معنی میں ہے وہ صلہ ہے اور جَاءَنِی الْمَضْرُوْبُ غلامه (آیا میرے پاس وہ کہ جس کے غلام کو مارا گیا) یہ اصل میں الذی یُضرب غلامُه ہے۔ لہذا اس مثال میں اَلْمَضْرُوْبُ کا الف لام الَذی کے معنی میں ہے اور اَلْمَضْرُوْبُ جو کہ اسم مفعول ہے اور یُضرَب کے معنی میں ہے وہ صلہ ہے۔

(06) عائد (ضمیر) کا حذف:

عائد (یعنی ضمیر) کو حذف کرنا جائز ہے صلہ میں اگر وہ عائد مفعول ہو جیسے قام الذی ضربتُ (کھڑا ہوا وہ کہ جس کو میں نے مارا) یہ اصل میں قام الذی ضربتُه ہے۔

(07) ایّ اور ایّة:

جان لیجئے کہ اَیٌّ اور اَیَّۃُ دونوں معرب ہیں مگر جب ان کا صدرِ صلہ محذوف ہو تو یہ مبنی بر ضمہ ہونگے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا(ترجمہ: پھر ہم ہر گروہ سے نکالیں گے جو ان میں رحمٰن پر سب سے زیادہ بے باک ہوگا) اس آیت میں اَشَدُّ اصل میں ھو اَشَدُّ ہے۔

نوٹ: جب صلہ میں موجود ضمیر کو شروع میں ذکر کر دیا جائے تو اس کو صدرِ صلہ کہتے ہیں۔

نوٹ: اس کتاب میں فقط ششماہی ثانی کا نصاب ہے اور ششماہی ثانی کا نصاب بھی مکمل نہیں ہے البتہ طلبہ کو پڑھاتے ہوئے بورڈ پر جتنا لکھا جاسکا بس اتنا ہی یہاں لکھ دیا گیا، زہے نصیب زندگی میں اللہ کریم جلاوعلا نے اس کتاب کو دوبارہ پڑھانے کی توفیق دی تو مکمل کتاب یا کم از کم نصاب مکمل کرنے کی نیت ہے البتہ کتابِ ھذا مذکورہ بحث تک:

آج بروز جمعرات بعد نماز فجر (02/شعبان/المعظم) بمطابق (22/جنوری/2026) کو بفضل اللہ مکمل ہوئی۔

تمت بالخير

جامعتہ المدینہ فیضان نورانی درجۂ ثانیہ (نائٹ) 2026
اورنگی ٹاؤن کراچی پاکستان (دعوت اسلامی)